تنظیم اسلامی کا ترجمان

25

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

21 تا 27 شوال المکرم 1440ھ / 25 جون تا یکم جولائی 2019ء

صبرِ محض

انقلابی تحریک کے کارکن اپنے موقف پر ڈٹے رہیں، پیچھے نہ ہٹیں، لیکن تشدد و تعذیب کے جواب میں کسی قسم کی جوابی کارروائی نہ کریں۔ اس کی وجہ بہت منطقی (logical) ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ معاشرے کے اندر تصادم (conflict) پیدا کرنے والے یہی انقلابی لوگ ہوتے ہیں۔ ورنہ لوگ آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔ امراء بھی تھے اور غرباء بھی۔ غرباء اپنی قسمت پر راضی تھے، امراء اپنے ہاں عیش کر رہے تھے۔ غلام بیچارہ اپنا کام کر رہا ہے، اس کو پتا ہے میری قسمت یہی ہے، مجھے خدا نے غلام بنا دیا۔ اسی لیے مارکس نے کہا تھا کہ مذہب عوام کا افیون ہے، لہٰذا عوام اپنے حال پر صابر و شاکر رہتے ہیں اور انقلاب کے لیے نہیں اٹھتے۔ وہ نظام کے خلاف بغاوت نہیں کرتے۔ چنانچہ جیسے ایک پُرسکون تالاب جس میں کوئی لہریں نہ ہوں، اس میں آپ نے پتھر مار کر ارتعاش پیدا کر دیا ہو اسی طرح انقلابی لوگ پہلے سے قائم نظام کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں کہ یہ نظام غلط ہے، یہ ایک استحصالی (exploitative) اور استبدادی (repressive) نظام ہے۔ یہ انسانوں کے اندر امتیازات (discrimination) قائم کر رہا ہے۔ تو کس نے پتھر مارا؟ داعیانِ انقلاب نے! اب پتھر پانی میں جائے گا تو کچھ لہریں تو اٹھیں گی۔ تو معاشرے میں جو لہریں اٹھتی ہیں وہ انقلابی دعوت کا ایک فطری ردِّعمل ہیں۔

ان میں دو stages بڑی اہم ہیں۔ پہلی stage میں کوشش یہ ہوتی ہے کہ جو شخص داعیٔ انقلاب بن کر سامنے آیا ہے اس کی کردارکشی کی جائے، کسی نہ کسی طرح اس کی شخصیت کو مجروح کیا جائے، اس کی ہمت کو توڑ دیا جائے۔ اور مخالفین نے دیکھا کہ یہ دعوت تو آگے بڑھ رہی ہے اور لوگ اس کے گرد جمع ہو رہے ہیں تو پھر زبانی ایذا رسانی سے آگے بڑھ کر جسمانی تشدد و تعذیب کی stage کا آغاز ہو جاتا ہے اور اب اس کا نشانہ صرف داعی کی ذات نہیں بلکہ انقلابی تحریک کے تمام کارکن بنتے ہیں۔

اب یہاں ''صبرِ محض'' کی ضرورت ہے کہ اس سارے تشدد کو کسی جوابی کارروائی کے بغیر برداشت کیا جائے۔

رسولِ انقلاب ﷺ کا طریقِ انقلاب

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

محمد مرسی کی شہادت
احیائی تحریکوں کے لیے لمحۂ فکریہ

زندگی کے امتحان میں دو راستے

سالانہ بجٹ، OIC کا اجلاس اور PTM

وقت کی عدالت میں

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کا ہفت روزہ تکبیر کو خصوصی انٹرویو

The Xi - Putin Relationship

الہدیٰ (858)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

مطلب کی دینداری

سُورۃُ الحَجّ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت : 11

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ ۚ فَاِنۡ اَصَابَہٗ خَیۡرُ ۣاطۡمَاَنَّ بِہٖ ۚ وَاِنۡ اَصَابَتۡہُ فِتۡنَۃُ ۣانۡقَلَبَ عَلٰی وَجۡہِہٖ ۚ۟ خَسِرَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃَ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۱﴾

آیت ۱۱ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ ۚ﴾ ’’اور لوگوں میں سے کوئی وہ بھی ہے جو اللہ کی عبادت کرتا ہے کنارے پر رہ کر۔‘‘

یہ وہ لوگ ہیں جو حق کا ساتھ دینا تو چاہتے ہیں‘ لیکن اس کے لیے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے کو تیار نہیں۔ مبادا کہ اس سفر میں کوئی گزند پہنچ جائے یا کوئی مالی نقصان اٹھانا پڑ جائے۔ وہ لوگ بڑی چالاکی کے ساتھ اس قسم کے سب خطرات سے خود کو محفوظ فاصلے پر رکھ کر حق کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں‘ لیکن اس راستے میں ایسا طرزِ عمل قابل قبول نہیں ہے۔ یہ تو سراسر قربانی کا راستہ ہے۔ اس راستے میں اپنی جان اور اپنے مال کو بچا بچا کر رکھنے والے فرزانوں کی نہیں بلکہ قدم قدم پر قربانیاں دینے والے دیوانوں کی ضرورت ہے۔ اسی فلسفے کو اقبال نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے:

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ‘ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں!

ایسے لوگوں کے مقابلے میں دوسری طرف کچھ وہ لوگ ہیں جو حق کو قبول کرتے ہی یہ نعرہ بلند کرتے ہوئے منجدھار میں کود پڑتے ہیں: ع ’’ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم!‘‘ کہ اب جو ہو سو ہو‘ ہم تو حق کی اس کشتی میں سوار ہو کر اسے دریا میں ڈال چکے ہیں۔ اب یہ تیرے گی تو ہم بھی تیریں گے اور اگر اس راستے میں ہماری جان بھی چلی جائے تو ہم اس قربانی کے لیے بھی تیار ہیں۔

﴿فَاِنۡ اَصَابَہٗ خَیۡرُ ۣ اطۡمَاَنَّ بِہٖ ۚ﴾ ’’تو اگر اسے کوئی فائدہ پہنچے تو اس پر مطمئن رہتا ہے۔‘‘

﴿وَاِنۡ اَصَابَتۡہُ فِتۡنَۃُ ۣ انۡقَلَبَ عَلٰی وَجۡہِہٖ ۚ﴾ ’’اور اگر اسے کوئی آزمائش آجائے تو اپنے منہ کے بل اُلٹا پھر جاتا ہے۔‘‘

ایسے لوگ موافق حالات میں تو ہر کام میں اہل ایمان کے ساتھ شریک رہتے ہیں‘ لیکن اگر کہیں اللہ کی راہ میں نکلنے کا مرحلہ آجائے یا کسی اور قربانی کا تقاضا ہو تو چپکے سے واپسی کی راہ لے لیتے ہیں۔

﴿خَسِرَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃَ ؕ﴾ ’’وہ خسارے میں رہا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔‘‘

﴿ذٰلِکَ ہُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۱﴾﴾ ’’یہی تو کھلا خسارہ ہے۔‘‘

یہ بہت ہی نمایاں اور واضح تباہی ہے۔

اس آیت میں منافقانہ کردار کا ذکر ہے۔ دعا کریں کہ اللہ ہمیں اس بیماری سے بچائے اور اقامت دین کی جدوجہد میں پورے خلوص کے ساتھ ہمہ تن اور ہمہ وجوہ اپنے آپ کو جھونک دینے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین!)

فرمان نبویؐ

نیکی اور بُرائی کی کسوٹی

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُوۡلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَیۡفَ لِیۡ اَنۡ اَعۡلَمَ اِذَا اَحۡسَنۡتُ وَاِذَا اَسَأۡتُ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا سَمِعۡتَ جِیۡرَانَكَ یَقُوۡلُوۡنَ قَدۡ اَحۡسَنۡتَ فَقَدۡ اَحۡسَنۡتَ وَاِذَا سَمِعۡتَهُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ قَدۡ اَسَأۡتَ فَقَدۡ اَسَأۡتَ))

(مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مجھے کیسے پتہ چلے کہ میں نے اچھا کام کیا ہے یا بُرا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ تو نے اچھا کام کیا ہے تو یقین جان لے کہ فی الواقع تو نے اچھا کام کیا ہے اور جب تو اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تو نے بُرا کیا ہے تو تجھے سمجھ لینا چاہیے کہ تو نے یقیناً بُرا کیا ہے۔‘‘

تشریح: ہر شخص کے نیک یا برے ہونے کے متعلق بے لاگ رائے اس کے ہمسائے کی ہوسکتی ہے پڑوسی بتا سکتا ہے کہ فلاں شخص کے اخلاق کیسے ہیں؟ وہ لین دین میں کیسا ہے؟ وہ رحمدل ہے یا بدخواہ اور سنگدل ہے؟ تقویٰ کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے غریب رشتہ داروں، اور نادار ہمسایوں سے بے رخی نہ برتے ، انہیں حقیر نہ جانے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
21 تا 27 شوال المکرم 1440ھ جلد 28
25 جون تا یکم جولائی 2019ء شمارہ 25
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد مرسی کی شہادت: احیائی تحریکوں کے لیے لمحہ فکریہ

مصر کی جدید تاریخ کے پہلے غیر فوجی اور جمہوری طریقے سے منتخب ہونے والے صدر محمد مرسی 20 اگست 1951ء میں پیدا ہوئے اور قاہرہ یونیورسٹی سے انجینئرنگ میں ڈاکٹریٹ (پی ایچ ڈی) کی ڈگری حاصل کی۔ مرحوم بعد میں کیلیفورنیا اسٹیٹ یونیورسٹی نارتھرج میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر پڑھاتے رہے۔ محمد مرسی 1985ء میں وطن واپس پہنچے اور تدریس کے ساتھ سیاسی سفر کا بھی آغاز کیا۔ جماعت الاخوان المسلمون کے اراکین پر حسنی مبارک کے دور میں پابندی تھی کہ وہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتے۔ پابندیوں کا شکار مذکورہ جماعت نے 2011ء میں مرسی کی قیادت میں فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی قائم کی۔ مئی 2012ء میں مصری صدارتی انتخابات کا انعقاد ہوا۔ جون 2012ء میں مصر کے قومی الیکشن کمیشن نے اعلان کیا کہ مرسی 51.7 فیصد ووٹ لے کر کامیاب ہو گئے ہیں۔ اُسی روز نومنتخب صدر محمد مرسی نے التحریر اسکوائر پر لاکھوں کے مجمع میں فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی کی رکنیت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا اور کہا کہ وہ صرف مصری عوام کے صدر ہیں۔ انہوں نے 20 جون 2012ء کو مصر کے جمہوری طریقے سے منتخب ہونے والے پہلے صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ جون 2013ء میں اقتدار کا ایک سال مکمل ہونے پر تحریر سکوائر اور مصر کے دیگر شہروں میں مظاہرے شروع ہو گئے۔ مصری فوج نے یکم جولائی 2013ء کو مرسی کو پیغام بھجوایا کہ 48 گھنٹوں میں اُن کے مطالبات پورے کریں بصورت دیگر اُنھیں اقتدار سے ہٹا دیا جائے گا۔ اس وقت کے فوجی سربراہ اور موجودہ صدر عبدالفتاح السیسی کی قیادت میں مصری فوج نے تین جولائی کو محمد مرسی کو معزول کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مصری ذرائع ابلاغ کے مطابق محمد مرسی اور 132 دوسرے افراد پر 2011ء میں جیل توڑنے، ملکی دفاعی راز افشا کرنے، غیر ملکی دہشت گرد تنظیموں خصوصاً اسرائیل کے خلاف برسرپیکار جماعت حماس کے ساتھ تعاون اور ان کے ذریعے مصر میں دہشت گردی پھیلانے کے الزام میں مقدمات بنائے گئے جن کی بناء پر صدر مرسی کو سزائے موت سمیت متعدد سزائیں سنائی گئیں۔

ساڑھے تین سال قبل 15 نومبر 2016ء کو مصر کی اعلیٰ ترین عدالت نے سابق صدر محمد مرسی کو سنائی جانے والی موت کی سزا کو ختم کر دیا تھا لیکن ان کے خلاف دیگر مقدمات آخری دم تک زیر التوا رہے۔ جیل میں چھ سالہ اسیری کے دوران انہیں نیند کے لیے صرف خالی فرش میسر رہا اور اہل خانہ سے بھی صرف چار ملاقاتیں ہی نصیب ہوئیں۔ محمد مرسی گزشتہ روز عدالت میں ایک پیشی کے موقع پر اچانک گر کر بے ہوش گئے اور بعد ازاں مصر کے سرکاری ٹی وی نے خبر دی کہ ملک کے سابق صدر انتقال کر گئے۔ مصر کے پہلے منتخب سابق صدر محمد مرسی کو قاہرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ محمد مرسی کی تدفین قاہرہ کے مشرقی علاقے مدینۃ النصر میں ان کے چند رشتہ داروں کی موجودگی میں کی گئی۔ الاخوان المسلمون سمیت مصر کے کئی حلقوں نے محمد مرسی کی حراست میں وفات کی آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

یہ مصر کی تاریخ کے پہلے منتخب صدر ڈاکٹر حافظ محمد مرسی کا تعارف اور اُن سے ہونے والے انسانیت سوز

سلوک کی مختصر داستان ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ منتخب صدر کو گن پوائنٹ پر برطرف کرنا اور پھر جیل میں اُن سے ایسا سلوک کہ وہ سسک سسک کر بالآخر دم توڑ جائیں، مصر کی اپنی اسٹیبلشمنٹ کا فیصلہ تھا یا اُن خاص عالمی قوتوں کا فیصلہ تھا جو دنیا بھر میں کہیں بھی اسلام کی طرف پیش رفت ہو یا ایسا کوئی امکان بھی پیدا ہو جائے تو وہ متحرک ہو کر میدان میں کود پڑتی ہیں اور اُس فرد، گروہ یا جماعت سے وہ سلوک کرتی یا کرواتی ہیں جو محمد مرسی کے ساتھ ہوا۔ ہماری رائے میں اِس سوال کا مُسکت جواب یہ ہے کہ یہ اسلام دشمن عالمی قوتوں کا فیصلہ ہوتا ہے ملکی اسٹیبلشمنٹ اِس پر عملدرآمد کرتی ہے، کیونکہ مقامی مقتدر قوتوں کو بھی اقتدار اور حصول قوت کی بے لگام خواہش نے مغلوب کر رکھا ہوتا ہے اور وہ عذر کی تلاش میں ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے اِن اسلام دشمن عالمی قوتوں کا تعلق مغرب سے ہے اور ان کا گُرو امریکہ ہے۔ یہ قوتیں جمہوریت اور انسانی حقوق کو اپنے ایمان کا حصہ قرار دیتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے عالمی عسکری اور تہذیبی غلبے کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے اس ایمان کی بدترین نفی اور اپنے نظریات کا کفر بڑی ڈھٹائی بلکہ بے شرمی کے ساتھ کرنے کو ہر دم تیار رہتی ہیں۔ جمہوریت کے اِن ہی علمبرداروں بلکہ ٹھیکے داروں نے مصری فوجی آمریت کی منتخب صدر کے خلاف بغاوت کی نہ صرف حمایت کی بلکہ آگے بڑھ کر کھلم کھلا اُن سے عملی تعاون کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن عالمی قوتوں کو شرع پیغمبر کے آشکارا ہونے کا خطرہ ہے۔ ظالم اور استحصالی سرمایہ دارانہ نظام کو خطرہ ہے اور امریکہ اِس ظالمانہ نظام کے بل بوتے پر بائیسویں صدی میں عالمی شہنشاہیت کا تاج برقرار رکھتے ہوئے داخل ہونا چاہتا ہے۔ لہٰذا اپنی عالمی چودھراہٹ کے تحفظ کے لیے کہیں آمریت کا عذر تراش کر حملہ آور ہوتا ہے اور کبھی اپنے چہرے سے جمہوریت کے نقاب کو نوچ کر پھینک دیتا ہے اور منتخب حکومت اور صدر کے خلاف سازشیں کرتا ہے تاکہ اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ سے جو خطرہ استحصالی سرمایہ پرست نظام کو لاحق ہو سکتا ہے، اُسے ٹالا جا سکے۔ ماضی قریب کی تاریخ کا جائزہ لیں۔ الجزائر انتخاب اور جمہوریت کے ذریعے اسلام کے قریب جائے تو سیکولر فوج کو آلۂ کار بنا کر الجزائر کے ہیوی مینڈیٹ کو کچل دو۔ الاخوان المسلمین اگر تحریکی راستہ اختیار کریں تب کچل دو اور اگر جمہوریت کی سیڑھی چڑھ کر اقتدار حاصل کریں تو کچل دو۔ افغان طالبان اگر بزور بازو اقتدار حاصل کریں اور ایک اسلامی ریاست قائم کریں یا اس کے لیے کوشش کریں تو ساری دنیا کو اکٹھا کر کے اُن پر حملہ آور ہو جاؤ اور اگر افغان طالبان بیرونی حملہ آوروں سے جنگ کریں اور اُن کے ملک سے نکل جانے کا مطالبہ کریں تو وہ دہشت گرد قرار پائیں۔ قصہ مختصر مغرب کا اصل الاصول یہ سامنے آیا ہے کہ اگر اسلام کے نفاذ کو روکنے کا مسئلہ درپیش ہو تو کسی اُصول، ضابطے، اخلاق، قانون اور نظریہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے لہٰذا فرعونیت اختیار کر و یا منافقت برتو۔

ہماری رائے یہ ہے کہ جب یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی ہے تو امت مسلمہ اسلام دشمن عالمی قوتوں کے اِس فریب کو چاک تو کرے، اُن کی اس دوُرخی سے دنیا کو آگاہ تو کرے، لیکن کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ جس نظام سے مغرب خوفزدہ ہے جس کے بارے میں اُس کی رائے یہ ہے کہ اگر یہ دنیا میں کسی ایک جگہ بھی صحیح طور پر نافذ ہو گیا تو ان کے سرمایہ دارانہ نظام کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور ان کا عالمی تسلط شدید خطرے سے دوچار ہو جائے گا، اُس عادلانہ نظام کو قائم کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ ہماری رائے میں امت مسلمہ کے پاس سرے سے کوئی اور آپشن موجود ہی نہیں۔ ہر نیکی اور نیکوکاری کی ایک حیثیت ہے، ایک قدر ہے جو یقیناً فرد اور معاشرے پر اچھے اثرات مرتب کرتی ہے۔ مثلاً صوم وصلوٰۃ کی پابندی ہے، دیانت داری ہے، ہمسائے سے اچھا سلوک ہے وغیرہ وغیرہ۔ اِن میں سے کسی بھی نیکی کی قدر کو صحیح نہ جاننا حماقت ہوگی، جہالت ہوگی، بلکہ صحیح تر الفاظ میں ایک نوع کے جرم کا ارتکاب ہوگا۔ لیکن ہر دور کی ایک خاص نیکی بھی ہوتی ہے جسے ہم مرکزی نیکی یا محور نیکی قرار دیں گے۔ آج یہ نیکی اسلام کے عادلانہ نظام کو کسی ایک ملک میں نافذ کرنا ہے (ظاہر ہے کسی ایک ملک سے اس کا آغاز کرنا پڑے گا) وگرنہ دوسری تمام نیکیاں اپنا لینے کے باوجود امت مسلمہ کے بحیثیت مجموعی حالات خراب سے خراب تر ہوتے چلے جائیں گے۔ مسلمان ممالک پر نگاہ ڈالیں، عرب ممالک دنیوی دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود امریکہ اور اسرائیل کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہیں۔ پاکستان اور بنگلہ دیش میں بڑے بڑے تبلیغی اجتماع ہوتے ہیں، شاندار مساجد تعمیر ہو گئی ہیں، رونق بھی خوب ہے، لیکن بنگلہ دیش اسلام دشمن بھارت کی کاسہ لیسی کرتا ہے اور پاکستان جو کبھی امریکہ کے گھڑے کی مچھلی تھی آج کل دوسرے بلاک میں فٹ ہونے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ البتہ جو کشکول پہلے بھی ہاتھ میں تھا، وہ اب سائز میں اور بڑا ہو گیا ہے۔ داخلی انتشار کا بُری طرح شکار ہے۔ پھر یہ کہ پاکستان ایک ایٹمی ملک ہے، لیکن ہر وقت تھر تھر کانپتا رہتا ہے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ ایسا کیوں ہے۔ یہ بات مغرب کو سمجھ آ گئی ہے، ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ مغرب جان چکا ہے کہ اگر امت مسلمہ متحد ہو گئی اور کوئی اسلامی فلاحی ریاست قائم ہو گئی تو مغرب کا نظام ڈھیر ہو جائے گا۔ دنیا خواہی نخواہی اُس نظام کی طرف بڑھے گی جو دنیا کو جنت نظیر بنا دے گا۔ ہم نے سطور بالا میں مسلم عوام کا ذکر کیا ہے مسلمان حکمرانوں کی بات نہیں کی۔ یہ اِس لیے کہ اُن کا سدھرنا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ اقتدار کی حرص انہیں احیائی تحریکوں کے خلاف استعمال ہونے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ احیائی تحریکوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ کامیابی کی صورت میں بھی وہ عالمی قوتوں اور ان کے کٹھ پتلی مسلم حکمرانوں سے کیسے نبٹیں؟ ہمارے خیال میں صرف عوام کا زبردست پریشر ہی ہے جو اُن کو راہِ راست پر لا سکتا ہے یا راستے سے ہٹا سکتا ہے۔ اِسی کو انقلاب کہتے ہیں۔ یہ انقلاب بالآخر آ کر رہے گا اور مغرب کی نفاذِ اسلام کے خلاف تمام کوششیں ناکام ہوں گی۔ ان شاء اللہ!

زندگی کے امتحان میں دو راستے!

(سورۃ الرعد کی آیات 20 تا 25 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف کے 14 جون 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! رمضان کے مہینے کا اصل حاصل یہ تھا کہ ہم تقویٰ حاصل کریں کیونکہ تقویٰ ہی اصل میں اُخروی کامیابی یعنی جنت کے حصول کی بنیادی شرط ہے۔ لہٰذا رمضان کے جانے کے بعد ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ تقویٰ کی اس دولت کو سنبھال کر رکھیں۔ اس لحاظ سے قرآن مجید ہماری مزید راہنمائی کرتا ہے اور وہ چیزیں ہمیں بتاتا ہے جن کے اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری دی ہے اور اس کے برعکس رویہ اختیار کرنے والوں کے لیے جہنم کی وعید سنائی ہے۔ اس حوالے سے آج ہم سورۃ الرعد کی آیات 20 تا 25 کا مطالعہ کریں گے۔

ان شاءاللہ۔ فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ﴿۲۰﴾﴾ ''وہ لوگ جو اللہ کے (ساتھ کیے گئے) عہد کو پورا کرتے ہیں اور قول و قرار کو توڑتے نہیں ہیں۔''

ہم نماز، روزہ اور دیگر عبادات کو ہی جنت میں جانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں لیکن بنیادی چیزیں کچھ اور بھی ہیں جن کو ہم بھول جاتے ہیں۔ ان میں بنیادی چیز عقیدہ ہے اور ہمارے عقیدہ توحید کی بنیاد اس عہد پر ہے جو ازل میں ہر انسان سے اللہ تعالیٰ لے چکا ہے۔ سورۃ الاعراف (آیات: 72،73) میں اس کا ذکر ہے:

''اور یاد کرو جب نکالا آپؐ کے رب نے تمام بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی نسل کو' اور ان کو گواہ بنایا خود ان کے اوپر' (اور سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم اس پر گواہ ہیں۔ مبادا تم یہ کہو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔ یا تم یہ کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے آباء واجداد نے کیا تھا' اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں سے تھے۔ تو (پروردگار!) کیا تو ہمیں ہلاک کرے گا ان باطل پسند لوگوں کے فعل کے بدلے میں؟''

اس عہد کی روشنی میں ہم اللہ کے ساتھ قول و قرار میں بندھے ہوئے ہیں کہ ہم اس کے سوا کسی کو اپنا رب، مشکل کشا، حاجت روا نہیں مانیں گے۔ یہ عہد ہماری روح میں شامل ہے اور ہماری روح اس عہد کی گواہ ہے۔ مزید جب ہم کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں ہم اللہ کو معبود اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کا عہد اور قول و قرار کرتے ہیں۔ پھر ہر نماز میں بھی ہم اللہ سے اس عہد کی تجدید کرتے ہیں کہ: ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

مرتب: ابو ابراہیم

اس عہد اور قول و قرار کی روشنی میں بندہ مومن کی کوئی من چاہی زندگی نہیں ہے بلکہ اس نے دنیا میں رب چاہی زندگی گزارنی ہے۔ یعنی جو باتیں اللہ کو پسند ہیں ان پر عمل کریں اور جو ناپسند ہیں ان سے باز آجائیں۔ ظاہر ہے اللہ کو وہی باتیں پسند ہیں جو ہمارے لیے بہتر ہیں، جن میں ہماری دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ سورۃ التوبہ میں فرمایا:

''یقیناً اللہ نے خرید لی ہیں اہل ایمان سے ان کی جانیں بھی اور ان کے مال بھی اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔ وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں' پھر قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں۔ یہ وعدہ اللہ کے ذمے ہے سچا' تورات' انجیل اور قرآن میں۔ اور اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کو وفا کرنے والا کون ہے؟ پس خوشیاں مناؤ اپنی اس بیع پر جس کا سودا تم نے اس کے ساتھ کیا ہے۔ اور یہی ہے بڑی کامیابی۔'' (آیت:11)

یہ قول و قرار بھی اسی بڑے عہد کا حصہ ہے جو ازل میں لیا گیا کہ سب سے پہلے ہم اللہ کو ہی اپنا معبود اور رب مانیں اور اس کے بعد اس کے دین کو غالب و نافذ کرنے کے لیے اپنی جان و مال تک لگا دیں۔ یعنی اللہ کے دین کے غلبے کے لیے اگر جان بھی دینی پڑ جائے تو اس سے بھی دریغ نہ کریں۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے جنت کی خوشخبری ہے اور یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

اس کے بعد ہمارے کچھ عہد اور معاہدے انسانوں سے بھی ہیں ان کو پورا کرنا بھی زیر مطالعہ آیت کا تقاضا ہے۔ ان میں سے کچھ اہم معاہدے اور عہد حسب ذیل ہیں:

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک:

جب ہم چھوٹے ہوتے ہیں تو ماں باپ اپنا سب کچھ ہم پر نچھاور کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ جب وہ بوڑھے ہو جائیں تو ہم بھی ان کی اسی طرح خدمت کریں۔ قرآن میں تقریباً 5 مرتبہ یہ الفاظ آئے ہیں: ﴿وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾ (البقرۃ:83) ''اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو گے''

یہ وعدے کو عملی طور پر نبھانے کی بات ہے۔

شادی بھی ایک معاہدہ ہے عربی میں نکاح کو عقد کہا جاتا ہے اور اس معاہدے یا عہد کے دو فریق ہیں یعنی میاں بیوی اور اس معاہدے کے باقاعدہ گواہ بھی قائم کیے جاتے ہیں۔ اس عہد کی رو سے میاں بیوی دونوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ یہ بھی عہد کی پاسداری میں آتا ہے۔

اسی طرح تجارتی معاہدات بھی ہوتے ہیں ان کو بھی وقت پر پورا کرنا ہماری دینی ذمہ داری ہے اور جنت میں لے جانے والے اعمال کی فہرست میں یہ بھی شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس میں ایمانداری نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس میں معاہدہ کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں‘‘۔

اسی طرح اور بے شمار عہد ہیں جن میں ہم عملی زندگی میں بندھے ہوتے ہیں۔ زیر مطالعہ آیت میں ہمیں یہی تلقین کی گئی ہے کہ جو عہد اللہ سے کیا گیا ہے اس کو بھی نبھانا ہے اور جو عہد بندوں سے کیے گئے ہیں ان سب کو بھی نبھانا ہے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد سارے کے سارے ہم ادا کریں گے تو بات بنے گی۔ کیونکہ عہد کی پاسداری کا یہی تقاضا ہے۔ سیرت النبی ﷺ کے واقعات پڑھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ عہد کا معاملہ کتنا اہم ہے۔ آغاز وحی سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کو کسی مقام پر دوبارہ ملنے کا وعدہ کر کے بھول گیا اور جب واپس آیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ تین دن سے اُسی مقام پر کھڑے اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی طرح صلح حدیبیہ کا وہ مشہور واقعہ بھی ہے کہ معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ اتنے میں ابو جندلؓ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے وہاں پہنچے۔ لیکن آپ ﷺ کے حکم پر ابو جندلؓ کو واپس قریش مکہ کے حوالے کر دیا گیا۔ کیونکہ معاہدہ میں لکھا جا چکا تھا کہ اگر کوئی مسلمان مکہ سے بھاگ کر مدینہ آئے گا تو وہ واپس کر دیا جائے گا۔ یہ ہے عہد کی پاسداری اور جنت کے حصول کے لیے یہ بھی ایک بنیادی چیز ہے۔

آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾﴾

’’اور جو لوگ جوڑتے ہیں اُس کو جس کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جو ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں بُرے حساب کا۔‘‘ (الرعد: 21)

رشتوں کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور یہ بھی یہاں جنت میں جانے والوں کی دوسری صفت کے طور پر آیا ہے۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی ایک بڑی جامع حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میرے رب نے 9 باتوں کا خاص طور پر حکم دیا ہے۔

1۔ اللہ سے جلوت اور خلوت ہر حالت میں ڈرتے رہنا۔

2۔ خوشی اور غمی ہر حالت میں عدل وانصاف سے کام لینا۔

3۔ غریبی، ناداری یا دولت مندی کی حالت میں میانہ روی پر قائم رہنا۔ 4۔ اہل قرابت کے ساتھ رشتہ جوڑے رکھنا اگرچہ وہ میرے ساتھ رشتہ توڑیں اور میرے ساتھ بد سلوکی کریں۔ 5۔ ان لوگوں کو دیتے رہنا جنہوں نے مجھے محروم رکھا اور میرا حق نہیں دیا۔ 6۔ ان لوگوں کو معاف کرنا جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے ستایا۔ 7۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میری خاموشی میں تفکر اور غور وفکر ہونا چاہیے۔ (یعنی انسان کی خاموشی بھی غور وفکر کی ہونی چاہیے)۔ 8۔ میری گفتگو ذکر پر مبنی ہو۔ (یعنی جب بھی میں بولوں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، اس کے احکام کی تعلیم اور دعوت کے سلسلے میں ہی زبان کھولوں)۔ 9۔ مجھے حکم ہے کہ میری نظر عبرت کی نظر ہو۔ یعنی جس چیز کو بھی دیکھوں اس سے سبق اور عبرت حاصل کروں اور لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دوں۔

صلہ رحمی کا مطلب ہے رشتہ کو جوڑنا، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ صلہ رحمی واجب ہے اور واجب کو ترک کرنا انسان کے لیے گناہ کا باعث ہے اور رشتہ داروں سے تعلقات منقطع کر لینا حرام ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ صلہ رحمی سے رزق میں وسعت اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس میں اکثر لوگوں کا یہ سوال ہوتا ہے کہ عمر تو پہلے سے طے ہے اس میں اضافہ کیسے ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عمر میں اضافہ کا مطلب یہ ہے کہ ایسے انسان کے لیے نہ صرف خیر اور نیکیوں کے مواقع بڑھتے چلے جاتے ہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی اس کا نام زندہ رہتا ہے، لوگ اچھے انداز میں اس کو یاد کرتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی اس کو اجر وثواب ملتا رہتا ہے۔ اگر ہمارے ذریعے سے کوئی ہدایت پر آ جاتا ہے اور وہ جو نیک

پریس ریلیز 21 جون 2019ء

دنیا میں نئی صف بندیوں کے حوالے سے پاکستان کو احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے

مسلم حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لیتے ہوئے آپس میں اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کرنی چاہیے

حافظ عاکف سعید

دنیا میں نئی صف بندیوں کے حوالے سے پاکستان کو احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ شنگھائی تعاون تنظیم کے 14 ویں اجلاس میں چین اور روس نے واضح کر دیا ہے کہ اب وہ امریکہ کے اتحادیوں اسرائیل اور بھارت کے خلاف کھل کر سامنے آئیں گے۔ اُنھوں نے کہا کہ ماضی میں پاکستان امریکہ کے گھڑے کی مچھلی بنا رہا ہے، اب مخالف دھڑے میں اپنا مقام بنانے کے لیے ہمیں احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اب ہم دوسری انتہا پر چلے جائیں۔ مشرقِ وسطیٰ اور خلیج فارس میں بڑھتی ہوئی امریکہ ایران کشیدگی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مسلم حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لیتے ہوئے آپس میں اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کرنی چاہیے تاکہ اس علاقے میں امریکی اور اسرائیلی اہداف کو ناکام بنایا جا سکے۔ پاکستان کو بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہمارے دشمن اس آڑ میں پاکستان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہم یکسو ہو کر پاکستان کو حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنانے کو اپنی ترجیح اوّل قرار دیں اور عملاً اس کے قیام کے لیے سرگرم عمل ہو جائیں۔ ریاست مدینہ کی مثل ریاست بنانا محض ایک سیاسی نعرہ نہ بن جائے بلکہ ہمیں فوری طور پر ایسے اقدام کرنے چاہئیں جن سے معلوم ہو کہ نیا پاکستان صرف نام کی حد تک نہیں بلکہ فی الواقع ایک حقیقی اسلامی ریاست ہوگی۔ تبھی اللہ کی نصرت وتائید ہمیں حاصل ہو سکے گی اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

اعمال کرے گا اس کا ثواب بھی ہمیں ملتا رہے گا اور خیر کا سلسلہ جب تک چلتا رہے گا وہ سارا کا سارا اجر ملتا رہے گا۔ یہ بھی جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے ایک ہے۔ آگے مزید فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ﴾ ''اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے'' (الرعد:22)

اصل میں انسان کی زندگی میں دو ہی امتحان ہیں۔ اگر نعمتیں مل رہی ہیں تو شکر کا امتحان ہے۔ اگر پریشانیاں اور تکالیف ہیں تو صبر کا امتحان ہے۔ مشکلات اور مصائب پر صبر کرنا، راضی برضائے رب رہنا بھی جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے ایک ہے۔ اگر اس دوران دل میں غم کا احساس پیدا ہو یا آنکھوں میں آنسو آجائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن زبان پر شکوہ اور شکایت کے کلمات لانا صبر کے منافی ہے۔ صبر ایک بڑی جامع اصطلاح ہے۔ عام طور پر ہم سمجھتے ہیں کہ جب ہم کچھ نہ کر سکیں، بے بس ہو جائیں تو صبر کر لیں تو وہ صبر ہے۔ حالانکہ اصل صبر وہ ہے کہ جب انسان بہت کچھ کر سکتا ہو لیکن پھر بھی وہ اپنے آپ کو روک کر رکھے تو یہ صبر ہے۔ اطاعت پر کاربند رہنے کے لیے بھی ثابت قدمی اور صبر کی ضرورت ہے۔ اسی طرح معصیت میں بڑی کشش ہے اس سے بچنے کے لیے انسان کو بڑے صبر کی ضرورت ہے۔ جس چیز کو حق سمجھ کر قبول کیا ہے اس پر ڈٹے اور جمے رہنے کا نام بھی صبر ہے۔ کوئی لالچ اور خوف انسان کو حق کے راستے سے ہٹا نہ سکے اور یہ صبر اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً﴾ ''اور نماز قائم کی اور خرچ کیا اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا تھا پوشیدہ طور پر بھی اور علانیہ بھی'' (الرعد:22)

اگر نماز حقوق اللہ کی نمائندہ ہے تو انفاق حقوق العباد کا نمائندہ ہے۔ یعنی انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی میں مستعد ہے۔ آگے فرمایا: ﴿وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ﴾ ''اور وہ بھلائی سے برائی کو دور کرتے ہیں'' (الرعد:22)

یعنی برائی کا جواب بھلائی سے دے۔ یہ وہ اعلیٰ وصف ہے جو صبر سے بھی اوپر کی شے ہے۔ صبر تو یہ ہے کہ کوئی آپ کو ایذا پہنچا رہا ہے تو آپ خاموش رہیں لیکن اگر کوئی آپ کو ایذا پہنچا رہا ہے اور آپ بدلے میں اس کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ صبر سے بھی اعلیٰ پائے کا وصف ہے۔ جیسے سورۃ حٰم السجدہ میں فرمایا:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝34﴾ ''اور (دیکھو!) اچھائی اور برائی برابر نہیں ہوتے۔ تم مدافعت کرو بہترین طریقے سے تو (تم دیکھو گے کہ) وہی شخص جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے وہ گویا گرم جوش دوست بن جائے گا۔''

یہ کام نبی کریم ﷺ نے بالفعل کر کے دکھایا جب طائف والوں کی ایذا رسانی سے آپ ﷺ لہولہان ہو گئے تھے، دل زخمی تھا حتیٰ کہ حضرت جبرائیل امینؑ کے ساتھ جبال (پہاڑوں) کے فرشتہ نے حاضر ہو کر استدعا کی کہ اگر آپ ﷺ حکم کریں تو اس بستی کو ان دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ ان کو سمجھ نہیں ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کی اگلی نسل ہدایت پر آجائے۔ آپ ﷺ اس قدر صدمہ پہنچنے کے باوجود بھی طائف والوں کے لیے دعائیں فرما رہے تھے۔

آگے فرمایا:

﴿اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝22﴾ ''یہی لوگ ہیں جن کے لیے دار آخرت کی کامیابی ہے۔'' (الرعد:22)

اصل گھر تو آخرت کا گھر ہے اور وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو درجہ بالا صفات کے حامل ہوں گے۔

﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ﴾ ''(آخرت کا گھر) وہ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے، جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو بھی صالح ہوں گے ان کے آباء ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے''۔ (الرعد:23)

یہ نہیں ہے کہ جناب فلاں کی نسل سے ہیں لہٰذا سارے کے سارے جنت میں جائیں گے۔ بلکہ یہاں بھی شرط رکھ دی گئی ہے کہ وہ نیک ہوں اور ان صفات کے حامل ہوں جو اوپر بیان ہوئیں۔

﴿وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝23﴾ ''اور ہر دروازے سے جنت کے فرشتے ان کے سامنے حاضر ہوں گے۔'' (الرعد:23)

صحیح حدیث کے مطابق جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور فرشتے ان میں سے ہر دروازے سے داخل ہو رہے ہوں گے اور کیا کہہ رہے ہوں گے:

﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝24﴾ ''(اور کہیں گے) سلامتی ہو آپ پر بسبب اس کے جو آپ لوگوں نے صبر کیا' تو کیا ہی اچھا ہے یہ آخرت کا گھر!''

یہ اس صبر کا صلہ ہے جو انہوں نے دنیا میں دین پر قائم رہنے میں کیا۔ مثلاً رمضان کی ہی مثال لے لیجیے! حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

((وھو الشھر الصبر)) ''وہ صبر کا مہینہ ہے۔ کتنی چیزیں اس کے پاس ہوتی ہیں جو حلال اور جائز ہوتی ہیں لیکن محض اللہ کے حکم پر انسان ان سے دور رہتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ زندگی بھر اپنے رب کے حکم پر حرام اور ناجائز کاموں سے دور رہتے ہیں، رب کے نزدیک ان کا کتنا بڑا مقام ہوگا اور ان کا صلہ کتنا عظیم الشان ہوگا۔

اس کے برعکس:

﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ﴾ ''اور (اس کے برعکس) وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ کے عہد کو اس کو مضبوطی سے باندھنے کے بعد اور کاٹتے ہیں ان (رشتوں) کو جن کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔''

یعنی جو لوگ اللہ سے ازل میں کیا ہوا عہد توڑتے ہیں یعنی اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بناتے ہیں، اسی طرح انسانوں سے کیے ہوئے عہد توڑتے ہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوتاہی کرتے ہیں تو ان کے لیے اس کا بدلہ بھی اتنا ہی بھیانک ہوگا:

﴿اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۝25﴾ ''یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہوگی اور ان کے لیے برا گھر (جہنم) ہے۔''

لعنت کہتے ہیں اللہ کی رحمت سے محرومی کی کیفیت کو اور جو اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائیں تو ان کے لیے جہنم سے زیادہ برا ٹھکانا اور کیا ہوگا؟

یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دونوں راستے بتا دیے ہیں۔ یعنی جس امتحان میں ہم یہاں ڈالے گئے ہیں اس کے بارے میں قرآن مجید نے واضح بتا دیا کہ اس راستے پر چلو گے تو انعام یہ ہوگا اور اس کے برعکس راستے پر چلو گے تو اس کا انجام یہ ہوگا۔ ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہمیں زندگی میں یہ سب کچھ جاننے کا موقع مل رہا ہے۔ ورنہ مرنے کے بعد تو حسرت کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

PTM کا معاملہ بہت بگڑ چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود حکومت ان کے ساتھ نرمی اور مذاکرات کا راستہ اپنائے اور قبائلی عمائدین کی مدد سے معاملے کو سلجھانے کی کوشش کرے: ایوب بیگ مرزا

سرمایہ دارانہ نظام قوموں کو تباہ کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔لہٰذا جب تک ہم اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو نہیں اپنائیں گے ہم زندگی کے کسی بھی شعبہ میں استحکام حاصل نہیں کر سکتے اور یہی بات تنظیم اسلامی بھی لوگوں کو سمجھا رہی ہے : رضاء الحق

سالانہ بجٹ، OIC کا اجلاس اور PTM کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: OIC کا 14 واں اجلاس 31 مئی کو مکہ مکرمہ میں ہوا جس میں 102 نکاتی اعلامیہ پیش کیا گیا۔ آپ اس اجلاس کی کارروائی پر کیا تبصرہ فرمائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلی بات یہ ہے کہ OIC 1970ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے پہلے ہی اجلاس میں ہنگامہ ہو گیا تھا۔ جب پاکستان کی طرف سے یحییٰ خان گئے تھے اور بھارت کی طرف سے ایک سکھ مندوب گیا تھا۔ پاکستان کو اس کا علم نہیں تھا۔ جب سکھ مندوب نے ہال میں داخل ہوتے ہی بلند آواز میں السلام علیکم کہا تو یحییٰ خان طیش میں آ گئے اور انہوں نے دھمکی دی کہ اگر بھارتی مندوب کو باہر نہ نکالا گیا تو وہ اجلاس کا بائیکاٹ کر دیں گے۔ یہ دھمکی کام آئی اور سکھ مندوب کو باہر نکال دیا گیا۔ اپنے قیام کے بعد اس تنظیم کی اس ایک کارروائی کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھا گیا۔ میں نے اپنی زندگی میں جتنی بھی عالمی تنظیمیں دیکھی ہیں ان میں سے اتنی کمزور، لاغر، جلد پسپا ہونے والی اور خوفزدہ تنظیم کوئی نہیں دیکھی۔ بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ OIC نہیں بلکہ oh i see ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ محض ایک مصنوعی سی تنظیم ہے جس کا عالمی سطح پر کوئی عملی کردار نہیں ہے۔ آج تک اس نے اپنا کوئی ایجنڈا بھی ظاہر نہیں کیا کہ اس کے مقاصد کیا ہیں۔ اصل میں یہ مرحوم شاہ فیصل شہید اور ذوالفقار علی بھٹو کا خواب تھا، انہوں نے ہی اس کو قائم کیا اور ان دونوں کو پردہ سکرین سے ہٹا دیا گیا۔ اس کے بعد خاص طور پر عرب حکمرانوں کو یہ اندازہ ہو گیا کہ اگر ہم اس تنظیم کو آگے بڑھائیں گے تو عالمی طاقتیں ہمیں بھی نہیں بخشیں گی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ شروع سے ہی انتہائی کمزور تنظیم ہے۔ اُمت مسلمہ کے جو بڑے بڑے مسائل ہیں اُن کے حل کی طرف اس تنظیم کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ اس مرتبہ بھی اس میں مسئلہ کشمیر کا ذکر تک نہیں آیا۔ اس سے قبل وزرائے خارجہ کا جو اجلاس اس کے تحت ہوا تھا اس میں انہوں نے بھارتی وزیر خارجہ ششما سوراج کو مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا ہوا تھا۔ جس پر پاکستان نے اعتراض کیا تو پاکستان کو خوش کرنے کے لیے اعلامیہ میں مسئلہ کشمیر کا ذکر کر دیا گیا۔ اس پر

مرتب: محمد رفیق چودھری

بھی جہاں تک میرے علم میں ہے تو عرب حکمرانوں کو امریکہ اور یورپی طاقتوں کی طرف سے سخت ڈانٹ ڈپٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ اگرچہ حالیہ اجلاس کے اعلامیہ میں فلسطین کا ذکر ہے لیکن وہ بھی روٹین کی کارروائی ہے کیونکہ عربوں کو مسئلہ فلسطین سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ فلسطین کا ذکر نہیں کریں گے تو OIC کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ امریکہ پہلے مسئلہ فلسطین کے دو ریاستی حل کا حمایتی بنا ہوا تھا لیکن حالیہ دنوں میں ہی وہ فلسطین کو اسرائیل کا حصہ تسلیم کر چکا ہے۔ اس پر اگر عرب ممالک احتجاج نہیں کریں گے تو ان کی ساکھ متاثر ہو گی لہٰذا ان کا بھرم رکھنے کے لیے اعلامیہ میں مسئلہ فلسطین کے ذکر کی انہیں اجازت دی گئی ہو گی۔ اس دفعہ پاکستان نے مسئلہ کشمیر پر بات کی ہے لیکن اعلامیہ میں پھر بھی کوئی بات نہیں کی گئی جس کا واضح مطلب ہے کہ اس حوالے سے OIC پر عالمی طاقتوں کا دباؤ ہے۔

سوال: OIC کے اس اجلاس میں وزیراعظم پاکستان کا خطاب کتنی اہمیت کا حامل تھا؟

رضاء الحق: اس پر بات کرنے سے پہلے میں چند اہم چیزوں کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا۔ اس اجلاس میں امریکی سفارتخانہ کی یروشلم میں منتقلی کی بھی مذمت کی گئی ہے۔ حالانکہ امریکہ نے یہ قدم ایک سال قبل اُٹھا لیا تھا۔ اس وقت OIC کی طرف سے کوئی مذمت نہیں کی گئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کس قدر غیر فعال تنظیم ہے۔ یہ صرف ایک مباحث کا کلب ہے جہاں کچھ لوگوں کو بلا کر جھانسہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے ، کچھ لوگوں کا جذبۂ حمیت پرکھا جاتا ہے اور کچھ جو اس خطے میں انتشار پیدا ہو چکا ہوتا ہے اس کو مزید ہوا دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عمران خان نے وہاں پر جو تقریر کی ہے اس کے بارے میں کہا یہ جا رہا ہے کہ وہ اس اجلاس کی سب سے بہتر تقریر تھی۔ انہوں نے فلسطینیوں پر اسرائیل مظالم کا بھی ذکر کیا، گولان ہائٹس پر اسرائیلی قبضہ کی بھی مذمت کی، کشمیر میں بھارتی مظالم کے حوالے سے بھی بات کی اور خاص طور پر گستاخی رسول ﷺ کی بھی مذمت کی اور اس کا موازنہ ہولوکاسٹ پر ردعمل سے کیا۔ حالانکہ ایسے فورم پر اس حوالے سے کبھی بھی بات نہیں کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ ہولوکاسٹ کے ذکر پر سزائیں دے سکتے ہیں تو گستاخانِ رسول ﷺ کی آپ کیوں حوصلہ افزائی کرتے ہیں؟ ان کے لیے کوئی سزا کیوں نہیں مقرر کی جاتی؟ اس اجلاس کا جو اعلامیہ ہے اس کے پہلے 20 پوائنٹس فلسطین کے متعلق ہیں جن میں فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کا ذکر ہے، گولان ہائٹس کا ذکر ہے اور فلسطینیوں کی آزادی کا مطالبہ ہے۔ اس کے بعد اعلامیہ میں صومالیہ کا ذکر ہے، سری لنکا میں جو بم دھماکے ہوئے اس کے ردعمل میں مسلمانوں پر جو ظلم وستم کیے گئے اس کا ذکر ہے، برما کے روہنگیا مسلمانوں پر مظالم کا ذکر ہے لیکن کشمیر کا ذکر نہیں۔

یاد رہے کہ پاکستان اور ترکی جیسے ممالک کے سربراہان اپنی تقریروں میں اپنی مرضی کے ایشوز پر آواز اُٹھا سکتے ہیں۔ لیکن اعلامیہ میں ان کی کوئی مرضی شامل نہیں ہوتی کیونکہ اعلامیہ تنظیمی کمیٹی طے کرتی ہے۔ اس اجلاس میں خاص طور پر دو ایشوز پر زیادہ فوکس کیا گیا ہے۔ ایک تو سعودیہ ایران کشیدگی پر بات کی گئی اور خاص طور پر حالیہ دنوں میں سعودی عرب کی آئل ریفائنریز پر جو حملے ہوئے ان کی مذمت کی گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ او آئی سی کے اس اجلاس کو اس سرد جنگ کے شعلوں کو مزید بڑھکانے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس پلیٹ فارم کو مسلم دنیا کے مسائل کے حل کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ اب بھی ایسا نہیں کیا گیا کہ سعودیہ ایران کشیدگی کے خاتمے کی راہیں سوچی جائیں یا اس کو کم کرنے کے لیے کوئی طریقہ نکالا گیا ہو بلکہ اس اجلاس کو ایران کو غلط ثابت کرنے کے لیے ہی استعمال کیا گیا۔ یہ تو واضح ہے یمن کے معاملے میں روس ایران کی مدد کر رہا ہے اور امریکہ سعودی عرب کا سپورٹر ہے۔ اب یہ عالمی طاقتیں جب چاہتی ہیں ایک دوسرے کے خلاف ایسے فورمز کو استعمال کرتی ہیں۔ جیسے اقوام متحدہ کا ادارہ ہے۔ اس کے پانچ مستقل رکن ممالک جب چاہیں اس کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کر سکتے ہیں جبکہ غیر مستقل ممالک کے لیے وہ بھی محض ایک مباحث کا کلب ہی ہے۔ جہاں باتیں تو بہت اچھی ہوتی ہیں لیکن عملی طور پر کچھ نہیں ہوتا۔ یہی حال OIC کا ہے کہ عالمی طاقتیں اس کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ ورنہ اس وقت دنیا میں مذہب کے لحاظ سے دوسری بڑی آبادی مسلمان ہے، ان کی اقوام متحدہ میں مستقل سیٹ کے لیے OIC نے کبھی آواز نہیں اُٹھائی۔

ایوب بیگ مرزا: وزیر اعظم پاکستان نے او آئی سی کے اجلاس میں حرمت رسول ﷺ کے حوالے سے جو بات کی ہے اور کہا ہے کہ اگر ہولوکاسٹ کے ذکر پر سزائیں مقرر ہو سکتی ہیں تو گستاخان رسول ﷺ کو بھی سزائیں دی جائیں۔ یہ بات کہنے کی آج تک کسی کی جرأت نہیں ہوئی۔ اس پر میرا خیال ہے کہ صیہونی لابی نے وزیر اعظم پاکستان کو ریڈ مارک کر لیا ہوگا اور وہ اب عمران خان کو بخشنے والے نہیں ہیں۔

سوال: PTM کے مظاہرین اور فوج کے درمیان ایک جھڑپ میں پچھلے دنوں کچھ ہلاکتیں بھی ہوئیں اور بعد ازاں PTM کے دو راہنماؤں کی گرفتاری بھی عمل میں آئی۔ اس تناظر میں اب PTM کیا رُخ اختیار کرتی نظر آرہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ہمارے قبائلی علاقوں میں نائن الیون کے بعد سے ہی صورتحال بگڑ چکی تھی اور یہ بدستور بگڑی چلی گئی۔ بدقسمتی سے پرویز مشرف نے جو کچھ کیا وہ پوری پاکستانی قوم کے لیے انتہائی شرمناک ہے۔ پہلے تو وہ امریکہ کے دباؤ میں آ کر پسپا ہوئے اور پھر اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے مسلسل امریکہ کے سامنے پسپا ہوتے چلے گئے اور اس کے نتیجے میں قبائلی علاقوں میں جو کچھ ہوا اور جس طرح پرویز مشرف نے امریکہ کے سامنے بچھ کر عالمی ایجنسیوں کو پاکستان میں جگہ دی اس کا ردعمل اب سامنے آرہا ہے۔ زیادہ تر لوگ عالمی ایجنسیوں کے نرغے میں آ کر پاکستان کے خلاف ہو گئے اور جو لوگ مخلص تھے وہ بھی اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے نتیجے میں پاکستان کے خلاف ہو گئے۔ جو لوگ عالمی ایجنسیوں کے ہاتھوں میں کھیل کر دہشت گردی میں ملوث ہو گئے تھے ان کے خلاف بھی پاک آرمی کی طرف سے جو ردعمل آیا شاید وہ ضرورت سے زیادہ سخت تھا۔ بہرحال TTP پسپا ہوگئی، حالات ٹھیک ہو گئے۔ اس کے بعد جب PTM سامنے آئی تو ہم نے اسی طرح کے ایک پروگرام میں اس وقت کہا تھا کہ پاک فوج کو اب پہلے والا رویہ نہیں اپنانا چاہیے بلکہ PTM کے ساتھ نرم رویہ رکھنا، چاہیے، ان کے ساتھ مذاکرات کرنے چاہئیں اور ان کے جائز مطالبات کو پورا کرنا چاہیے۔ تاہم فوج نے بھی ایسا ہی کیا کہ ان کو مذاکرات کی دعوت دی، ان کے مطالبات سنے اور ان کے ساتھ نرم رویہ رکھا، لیکن جو لوگ دشمن کے ہاتھوں بکے ہوئے ہوتے ہیں ان کا یہ نتیجہ نکلتا ہی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم ناقابل تسخیر ہو گئے اور مخالف فریق نے ہمارے سامنے سرنڈر کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ ضرورت سے زیادہ جارحیت پر آ جاتے ہیں۔ یہی معاملہ PTM کا بھی ہوا کہ ہے ہماری فوج نے انہیں بار بار بلایا، مذاکرات کی دعوت دی اور ایسا بھی ہوا کہ مذاکرات کے لیے وقت اور جگہ طے ہوئی، ہماری اسٹیبلشمنٹ کے نمائندے وہاں منتظر رہے لیکن PTM کے نمائندے نہیں آئے۔ گویا انہوں نے اہمیت ہی نہیں دی۔ اس کے باوجود پاک فوج نے سخت رویہ نہیں اپنایا۔ ان کے ساتھ نرمی اختیار کی۔ یہاں تک کہ ان کے نمائندے منتخب ہو کر اسمبلیوں میں بھی آ گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے انہیں ضرورت سے زیادہ سر پر اٹھا لیا اور وہ ضرورت سے زیادہ سرکش ہوتے چلے گئے۔ پہلے انہوں نے مظاہرے شروع کیے، پھر دھرنوں پہ آ گئے اور اس کے بعد انہوں نے ایک چیک پوسٹ پر حملہ کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حملہ انہوں نے اپنے کسی ساتھی کو چھڑانے کے لیے کیا۔ جس کے نتیجے میں پاک فوج کے تین جوان شہید ہو گئے۔ مجبوراً جب فوج نے جوابی کارروائی کی تو ان کے بھی کچھ لوگ مارے گئے۔ بہرحال حالات اب بہت زیادہ خراب ہو چکے ہیں۔ اب حکومت کہتی ہے کہ ہمارے پاس واضح شواہد موجود ہیں کہ PTM ''را'' سے فنڈنگ لیتی ہے اور اس کے پیچھے بھارت کا ہاتھ ہے۔ لیکن اس کے باوجود آج بھی ہم یہی کہیں گے کہ حکومت ان سے نرمی برتے اور مذاکرات کے ذریعے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرے۔ قبائلی جرگہ کو کام میں لایا جائے، غیر جانبدار پشتون راہنماؤں کو ثالث بنایا جائے اور بات چیت کے ذریعے ان کو سمجھایا جائے کہ تصادم نہ آپ کے حق میں ہے اور نہ ہمارے حق میں ہے۔ دونوں طرف نقصان ہوگا اور ملک کا بھی نقصان ہوگا۔

سوال: اگر PTM کے پیچھے بیرونی قوتوں کا ہاتھ ہے تو اس صورتحال سے نکلنے کا کیا راستہ ہے؟

رضاء الحق: اس حوالے سے چار چیزوں کو مدنظر رکھا جانا چاہیے۔ 1۔ ان کا بیانیہ کیا ہے۔ 2۔ فنڈنگ کون کر رہا ہے۔ 3۔ فائدہ کون اُٹھا رہا ہے۔ 4۔ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اس طرح کی کوئی بھی تنظیم ہوتی ہے تو اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک ان کا مرکزی گروپ ہوتا ہے، جس کے ساتھ کئی دوسرے لوگ بھی مل جاتے ہیں، جن کے اپنے کچھ مفادات ہوتے ہیں۔ ان کا جو مرکزی گروپ ہے اس کے بارے میں جیسا کہ ڈی جی آئی ایس پی آر نے بھی واضح کیا کہ ان کا بیانیہ یہ ہے کہ سی پیک اور گوادر پورٹ کو ناکام بنایا جائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پختون کو سی پیک اور گوادر پورٹ کو ناکام کرنے سے کیا ملے گا؟ صاف ظاہر ہے کہ اس میں ان کا اپنا ہی نقصان ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اس تحریک کے پیچھے کوئی ایسی قوت ہے جس کو سی پیک اور گوادر پورٹ کی ناکامی سے فائدہ پہنچ سکتا ہے اور وہ قوتیں بھارت، امریکہ اور اسرائیل ہیں۔ جبکہ اس کا نقصان پاکستان اور چائنہ کو ہوگا۔ اس تحریک کا دوسرا مشکوک حصہ بہروپیہ لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جو سیکولرازم، لبرل ازم یا سوشل ازم کا لبادہ اوڑھ کر اس تحریک کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ جیسا کہ گلالئی ایک کردار تھا جس کو گرفتار کیا گیا۔ بظاہر وہ سوشل جسٹس یا ہیومن رائٹس کی بات کرتے ہیں کہ ظلم ہو رہا ہے یا ناانصافی ہو رہی وغیرہ۔ لیکن حقیقت میں وہ کسی اور کے ایجنڈے کو پورا کر رہے

ہوتے ہیں۔اب اس کا حل یہ ہے کہ جو مرکزی گروپ ہے اس کے ساتھ نیشنل ایکشن پلان کے تحت نبٹا جائے۔کیونکہ نیشنل ایکشن پلان بنا ہی اس لیے ہے کہ جو لوگ پاکستان دشمن قوتوں کے ہاتھوں میں کھیل کر پاکستان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ یعنی ان کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نبٹا جائے۔

سوال: بجٹ 20-2019ء کے اعداد و شمار پر اگر ہم غور کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ آئندہ مالی سال میں بے روزگاری، مہنگائی اور غربت میں اضافہ ہوگا۔ ان حالات میں پاکستان کیسے معاشی ترقی کرے گا؟

رضاء الحق: یہ ایک پیچیدہ سوال ہے۔دیکھئے! یہ بجٹ تقریباً 7.02 ٹریلین روپے کا ہے۔یعنی پچھلے بجٹ سے 30 فیصد زیادہ ہے۔کچھ projects پہلے سے چلے آ رہے ہیں ان کو بھی ساتھ ملا لیں تو یہ فگر 8.2 ٹریلین روپے بنتی ہے۔اس میں جو خسارہ ہے وہ ایک تو وہ ہے جو ہم ریونیو کے ذریعے پورا نہیں کر پائیں گے۔ظاہر ہے کہ جب اخراجات زیادہ ہوں گے اور ریونیو کم ہوگا تو خسارہ بڑھے گا جو کہ 2.2 ٹریلین روپے کا ہے۔اس کے اندر ہم گردشی قرضہ بھی جمع کر دیں جو تقریباً 1.2 ٹریلین روپے ہے تو یہ خسارہ تقریباً 3.4 ٹریلین روپے بنتا ہے۔ اخراجات میں 2.4 ٹریلین روپے سود کی ادائیگی ہے۔ دفاعی بجٹ میں اس مرتبہ کوئی اضافہ نہیں کیا گیا اور وہ 1.3 ٹریلین روپے ہے۔تعلیم اور صحت کے بجٹ میں کمی کی گئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے پاس اضافی پیسے نہیں ہیں۔ویسے بھی کہا جا رہا ہے کہ کفایت شعاری کا بجٹ ہے کیونکہ 1.1 ٹریلین روپے کے تو نئے ٹیکسز لگیں گے۔عام رائے یہ ہے کہ یہ ٹیکسز بلواسطہ ہوں گے۔اس کا اثر عام لوگوں پر پڑے گا۔دیکھئے! بجٹ کے اعداد و شمار کوئی معنی نہیں رکھتے جب تک کہ اس کا موازنہ GDP کی شرح سے نہ کیا جائے۔آئندہ مالی سال میں GDP گروتھ کی شرح میں 4 فیصد اضافہ ہمارا ٹارگٹ ہے۔لیکن جس بات کی طرف میں خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بجٹ اس بڑی مشین کے اندر جس کا نام عالمی سرمایہ دارانہ نظام ہے ایک چھوٹا سا پرزہ ہے۔اس کے علاوہ آپ کا بیلنس آف پیمنٹ ہوتا ہے جو اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے، آپ کے بیرونی قرضے ہیں، گردشی قرضے ہیں، پہلے بجلی کا گردشی قرضہ ہوتا تھا اب LNG گیس کا بھی شروع ہو چکا ہے۔پھر آپ کی کرنسی کی ویلیو میں بھی اُتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے۔ایک سال پہلے تک یہاں ڈالر کی قیمت 100 روپے تھی آج بڑھ کر 157 روپے تک پہنچ چکی ہے۔اس سے صرف بیرونی قرضوں میں ہی ایک تہائی اضافہ ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی شرائط میں بھی ردوبدل ہوتا رہتا ہے۔یہ تو ایک بجٹ ہے اس کے علاوہ فائننس بل بے تحاشا پیش ہوں گے۔کچھ ایسے ہوں گے جو لوگوں کے سامنے آئیں گے لیکن کچھ ایسے بھی ہوں گے جو منظر عام پر نہیں لائے جائیں گے اور ان سب اضافی خرچوں کے لیے اضافی بجٹ لایا جاتا ہے۔اب یہ ساری چیزیں سامنے رکھیں تو ہمارے سامنے دو باتیں آتی ہیں۔پہلی بات یہ کہ آپ کے معاشی نظام کا بنیادی مقصد اُخروی کامیابی ہونا چاہیے لیکن ہم نے اسے دنیوی منفعت کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔حالانکہ سورۃ الکہف کے اندر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (آیت:7)

”یقیناً ہم نے بنا دیا ہے جو کچھ زمین پر ہے اسے اس کا بناؤ سنگھار تاکہ انہیں ہم آزمائیں کہ ان میں کون بہتر ہے عمل میں۔“

یہ دنیا کی زیب وزینت اور یہ ترقی وشان وشوکت اس لیے ہے کہ انسان کو پرکھا جائے کہ وہ اچھے عمل کرتا ہے یا برے عمل کرتا ہے۔ایک دن اللہ تعالیٰ دنیا کی اس ساری زیب وزینت کو چورا چورا کر دے گا۔جبکہ ہم نے اسی کو ہی اپنا دین بنا لیا ہوا ہے۔ہماری ساری سوچ، سارا معاشی نظام اس پر مرکوز ہے کہ GDP گروتھ کس طرح سے ہو، اکانومی کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں اس وقت آئے گی جب ہم اپنے اکانومک ویژن کو تبدیل کریں گے۔ویژن چینج کرنے کی ضرورت اس نقطۂ نظر سے ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہمارا اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ہمارا اُخروی فائدہ کس چیز میں ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں آزمانے کے لیے ہماری نعمتوں میں کمی بیشی کرتا رہتا ہے لیکن اصل چیز یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہمارا اُخروی فائدہ کس میں ہے۔لیکن ہم نے اپنے معاشی، سیاسی اور معاشرتی نظام سے دین کا عنصر ہی نکال دیا ہے اور یہی سیکولرازم ہے۔ہمارے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم جب ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں تو ہمارے معاشی، سیاسی اور معاشرتی نظام کی بنیاد اسلام پر ہونی چاہیے۔اس کے اندر رہتے ہوئے ہم قانون سازی کر سکتے ہیں اور معاشی پالیسیاں بھی ترتیب دے سکتے ہیں۔جب تک ہم اس راستے پر نہیں چلیں گے ہم معاشی استحکام حاصل نہیں کر سکتے۔ سرمایہ دارانہ نظام کو دنیا میں رائج ہوئے 100 سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک کہیں بھی اس کی وجہ سے معاشی استحکام نہیں آیا۔آپ ایک چیز کو بڑھائیں گے تو دوسری گر جائے گی۔یہ نظام بنایا ہی قوموں کو تباہ کرنے کے لیے گیا ہے۔لہٰذا ہمیں اس سے نکلنا ہے اور نکلنے کے لیے ہمارے پاس سوائے اس کے کوئی چارا نہیں کہ ہم اسلام کے فطری نظام کو اپنا لیں۔یہی بات تنظیم اسلامی بھی سمجھا رہی ہے کہ جب تک ہم اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو نہیں اپنائیں گے تو ہم زندگی کے کسی بھی شعبہ میں استحکام حاصل نہیں کر سکتے۔

سوال: بجٹ سے ایک دن قبل آصف علی زرداری اور حمزہ شہباز شریف کی گرفتاری عمل میں آئی۔آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ بجٹ سے عوام کی نظر ہٹانے کی ایک کوشش نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ان گرفتاریوں کا تعلق بجٹ سے یا حکومت سے قطعی طور پر نہیں ہے۔ان گرفتاریوں کے لیے نیب ایک عرصہ سے عدالتوں کے پاس جا رہی تھی اور عدالتیں ان کی ضمانتیں جاری کر رہی تھیں اور نیب کے کیسز کو یہ عدالتیں کمزور قرار دے رہی تھیں۔جس پر ہم کہتے تھے عدالتیں بڑی آزاد ہیں۔آج انہی عدالتوں نے ان کی گرفتاری کے آرڈر جاری کیے ہیں تو کیا عدالتیں ملوث ہو گئی ہیں اس لیے انہوں نے گرفتاری کے آرڈر جاری کیے ہیں؟ ہرگز نہیں۔اور حکومت کا تو اس معاملے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔اصل میں ہمارا مزاج یہ بن گیا ہے کہ جو فیصلہ ہمارے حق میں آئے تو ہم کہتے ہیں کہ عدالتیں بڑی آزاد ہیں اور اگر ہمارے حق میں نہ آئے تو ہم کہتے ہیں کہ عدالتیں ملوث ہیں۔ہم عدالتی فیصلوں پر تنقید کر سکتے ہیں لیکن ہمارے پاس ایسا کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم عدالتوں پر عدم اعتماد کا اظہار کر کے کسی اور کو اپنا منصف بنائیں۔فیصلے آخر عدالتوں نے ہی کرنے ہیں اور ہمیں عدالت کے فیصلے کو تسلیم کرنا چاہیے۔

سوال: افغان طالبان کا وفد روس کے دورے پر گیا جہاں مذاکرات ہوئے۔اس حوالے سے تازہ پیش رفت کیا ہے؟

رضاء الحق: افغان طالبان کی مذاکراتی ٹیم روس کی دعوت پر وہاں گئی تھی تاکہ روس کے ساتھ تعلقات بڑھانے کے لیے مذاکرات کیے جا سکیں۔اس سے قبل امریکہ کے ساتھ افغان طالبان کے جو مذاکرات چل رہے تھے وہ اب بظاہر سرد خانے میں چلے گئے ہیں کیونکہ ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا۔اب چونکہ روس اور چائنہ کھل کر امریکہ کے سامنے آ چکے ہیں تو انہوں نے افغان طالبان کو بھی دعوت دی تاکہ بات چیت ہو اور ان کے درمیان تعلق بڑھے۔ان

مذاکرات میں افغان طالبان کی مذاکراتی ٹیم کے علاوہ افغانستان کے اکابرین بھی شامل تھے، پاکستان اور چائنہ کے کچھ لوگ بھی تھے لیکن افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کا کوئی نمائندہ موجود نہیں تھا۔ مذاکرات کے بعد افغان طالبان نے جو بیان جاری کیا ہے، اس کے مطابق مذاکرات کے نتائج ان کے حق میں اچھے رہے ہیں۔ اپنی حکمت عملی کے مطابق انہوں نے یہ تو نہیں بتایا کہ کس حوالے سے اچھے رہے ہیں۔ البتہ ایک بات انہوں نے واضح طور پر کہی ہے کہ انہیں امریکی اور نیٹو فورسز کے مکمل انخلاء کے علاوہ اور کوئی چیز قبول نہیں ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں روس، چائنہ اور کچھ دیگر ممالک کی حمایت حاصل ہو چکی ہے۔ اسی لیے ان مذاکرات کے بعد یہ اعلامیہ واضح طور پر جاری کروایا گیا ہے۔

سوال: سکاٹ لینڈ یارڈ نے الطاف حسین کو گرفتار کر لیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کے خلاف جو تقریر کی تھی یہ گرفتاری اس وجہ سے ہوئی ہے۔ آپ اس پر کیا تبصرہ فرمائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: ان کا گرفتار ہو جانا یا ضمانت پر رہا ہو جانا میرے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ الطاف حسین جس کے ایک اشارے پر کراچی بند ہو جاتا تھا۔ آج وہ گرفتار ہوا ہے تو کراچی میں ایک دوکان بھی بند نہیں ہوئی۔ ہڑتال کا تو دور دور تک نام ونشان نہیں، کسی نے مظاہرہ تک نہیں کیا۔ کوئی احتجاج نہیں ہوا۔ اس سے ہمیں ایک سبق حاصل کرنا چاہیے۔ پنجابی کا ایک محاورہ ہے: ’’اَت خدا دا وَیر‘‘ (حد سے بڑھ جانے والے کو اللہ تعالیٰ براہ راست اپنا دشمن بنا لیتے ہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا ایک امتحان گاہ بنائی ہے۔ اس میں ہم عمل کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ آخرت میں نکلتا ہے۔ یہ اللہ کا بنایا ہوا ایک بنیادی اُصول ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ بعض افراد کو، ریاستوں اور قوموں کو سزا اس دنیا میں بھی دیتا ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کوئی تمام حدیں کراس کر دیتا ہے۔ آپ اندازہ کیجئے کہ اس شخص کی کتنی طاقت تھی، کوئی جرنیل، کوئی پولیس آفیسر اور کوئی بڑے سے بڑا بیوروکریٹ اور میڈیا ہاؤس اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتا تھا، اس نے قتل وغارت گری کا کتنا بازار گرم کیا ہوا تھا، کتنے بچے اس کی وجہ سے یتیم ہوئے اور کتنی خواتین بیوہ ہوئیں، کتنے لوگوں کا روزگار چھِنا۔ مگر آج وہ شخص نشانِ عبرت بن چکا ہے۔ اس میں ہم سب کے لیے بھی ایک سبق ہے کہ اگر ہم سرکشی کریں گے تو پھر ہم بھی آخرت میں ہی نہیں اس دنیا میں رسوا بھی ہوں گے، ذلیل بھی ہوں گے اور کوئی آپ کو پوچھے گا بھی نہیں۔ اس سے ہمیں سمجھ جانا چاہیے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں جو زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا ہے اس کے مطابق زندگی گزاریں اور اپنی طاقت کو، مال و دولت کو اور اپنی صلاحیتوں کو اسلام اور انسانیت کی فلاح کے لیے استعمال کریں۔ کمزور اور غریب لوگوں کی مدد کریں نہ کہ اپنی طاقت کو دوسرے لوگوں کو ایذا پہنچانے اور دنیا میں فساد مچانے کے لیے استعمال کریں۔ اگر ہم بھی سرکشی کریں گے اور اپنی طاقت اور اختیار کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف استعمال کریں گے تو ہمارا حشر بھی وہی ہوگا جو آج الطاف حسین کا ہو رہا ہے۔ اگر وہ رہا بھی ہو جائے تو ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ ذلیل و رسوا کتنا ہوا ہے کہ جس کراچی کے حوالے سے اس کا دعویٰ تھا کہ چڑیا اس کی مرضی کے بغیر پَر نہیں مار سکتی آج اسی کراچی میں اس کی گرفتاری پر کسی ایک شخص کی آنکھ سے آنسو تک نہیں ٹپکا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہدایت دے اور ہم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے احکامات کی تعمیل کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوار لیں۔

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(13 تا 19 جون 2019ء)

جمعرات (13 جون) کو صبح 9 بجے سے نمازِ ظہر تک مرکز تنظیم اسلامی ’’دارالاسلام‘‘ میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ جمعہ (14 جون) کو صبح 10 بجے سے اجتماعِ جمعہ تک قرآن اکیڈمی میں بعض تنظیمی امور نمٹائے۔ بعد نمازِ جمعہ قرآن اکیڈمی میں حلقہ فیصل آباد کی مقامی تنظیم مدینہ ٹاؤن کے امیر جناب حبیب الرحمٰن ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ کچھ ذاتی اور تنظیمی امور پر گفتگو رہی۔ طے شدہ شیڈول کے مطابق جمعہ کی رات 10 بجے کی پرواز سے کراچی کے لیے روانگی ہوئی۔

ہفتہ (15 جون) کو صبح 7:30 بجے قرآن اکیڈمی، یٰسین آباد میں انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کی مجلس عاملہ کے ماہانہ اجلاس کی صدارت کی۔ بعدازاں اسی مقام پر انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ 11:30 بجے حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم گلشن اقبال 2 کے امیر جناب کامران جمیل سے تعارفی ملاقات ہوئی۔ 12:30 بجے حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم کورنگی وسطی کے رفیق جناب طاہر بن حسیب ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اسی روز قرآن اکیڈمی، یٰسین آباد ہی میں شام 6 بجے جماعت اسلامی کے حلقے سے وابستہ ایک حبیب جناب محمد موسیٰ سے ان کے ایک خط کے حوالے سے ملاقات ہوئی۔ افہام وتفہیم کے بعد انہوں نے ہمارے مؤقف کی تائید کی۔ 6:30 بجے حلقہ کراچی شمالی کی مقامی تنظیم ناظم آباد کے امیر جناب ڈاکٹر محمد صدیق سے تعارفی ملاقات ہوئی۔ بعد نمازِ مغرب تا عشاء قرآن اکیڈمی، یٰسین آباد میں حلقہ کراچی شمالی کی مجلس شوریٰ کے ارکان کے ساتھ ایک غیر رسمی اجتماعی ملاقات کا اہتمام کیا گیا تھا۔ بعدازاں تمام ارکان شوریٰ کے ساتھ عشائیہ میں شرکت کی۔ اتوار (16 جون) کو صبح 9:30 بجے قرآن اکیڈمی، ڈیفنس میں انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے تحت منعقدہ رجوع الی القرآن کورس کے شرکاء کی سالانہ تقریب تقسیم اسناد کی صدارت کی۔ اپنے صدارتی خطاب میں کورس کی تکمیل کرنے والے شرکاء کو مبارک باد دینے کے ساتھ آئندہ کے لیے اہم عملی مشورے بھی دیے۔ یہ تقریب نمازِ ظہر تک جاری رہی۔ اسی روز بعد دوپہر مرکزی ناظم سوشل میڈیا جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کی علیل اہلیہ کی مزاج پُرسی کے لیے ہسپتال جانا ہوا اور وہاں جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کے ساتھ کچھ وقت گزارا۔ رات 7 بجے کی پرواز سے لاہور واپسی ہوئی۔ دورۂ کراچی کے دوران امیر محترم کی تمام مصروفیات میں نائب ناظم اعلیٰ (جنوبی پاکستان) جناب اظہر ریاض ہمہ وقت موجود رہے۔

سوموار (17 جون) کو صبح 11 بجے سے نمازِ ظہر تک قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ بدھ (19 جون) کو قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹانے کے ساتھ عجمان سے آئے ایک رفیق تنظیم ڈاکٹر قاسم فاروق سے تفصیلی ملاقات کی۔

وقت کی عدالت میں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہفتہ رفتہ بجٹ اعداد و شمار کی لپیٹ میں رہے۔ بجٹ کی تپش غریب ترین صارف تک یوں پہنچ رہی ہے کہ ان پڑھ دیہاتی ملازمہ کو بھی بجٹ تقریر کے انتظار میں مبتلا پایا کہ گویا اس کی مالی تقدیر کا فیصلہ ہونے چلا ہے! جان گئی ہے کہ اس کی جیب پر بھی حکمرانوں کی نگاہ ہے۔ یوں بھی تو کہ اشیائے خوردونوش پر ہاتھ ڈالا ہے۔ سبسڈی ختم کر دی۔ سیلز ٹیکس عائد کر دیا۔ دودھ...... (جو کہ یوں بھی دودھ کے نام پر سبھی کچھ ہے سوائے دودھ کے) بھی لگژری آئٹم ٹھہرا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بیکری کی اشیاء پر سیلز ٹیکس میں کمی کی ہے، کیونکہ بجٹ آئی ایم ایف کے ہرکارے ماہرین کی جانب سے آیا ہے، لہٰذا فرنچ شہزادی والا معروف مقولہ پس پردہ سرسرا رہا ہے ''روٹی نہیں ملتی تو کیک کھا لیں!'' اس لیے بیکری اشیاء کی سستائی کی سرخی خاص لگی ہے۔ (اگرچہ چینی، خوردنی تیل، دودھ، پنیر مہنگا کر کے بیکری سستا کیونکر بیچے گی؟) بہرحال پیش بندی کے طور پر اکبر الٰہ آبادی بھی کہہ گئے تھے:

چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی، کلرکی کر، خوشی سے پھول جا!

بجٹ، سرکاری ملازمین کی تنخواہ بڑھا کر ان کی دوسری جیب سے ٹیکس کی صورت بڑھوتری سے زیادہ نکال رہا ہے! تاہم بجٹ پر رونا دھونا یوں بے کار ہے کہ امریکی تسلط اب براہ راست دخل انداز ہے، قبول کر لیجیے۔ اکبر الٰہ آبادی کے مندرجہ بالا شعر سے پچھلے والے شعر کا نتیجہ ہے جو ہم ان حکمرانوں کی صورت بھگت رہے ہیں۔ یعنی:

چھوڑ لٹریچر کو، اپنی ہسٹری کو بھول جا
شیخ و مسجد سے تعلق ترک کر اسکول جا!

عمران خان صاحب مسلسل اس کا عملی ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔ ہم پچھلے چرکے بھلاتے ہیں وہ نئے لگا دیتے ہیں۔ ان کی 'ہسٹری'' سے لاعلمی، شیخ و مسجد سے لاتعلقی غزواتِ بدر و احد بارے بیان سے ظاہر ہے۔ 'ریاست مدینہ' والی تمثیل کو درست قرار دینے کی مجبوری میں نیا بیان یہ چھوڑا ہے کہ ''ریاست مدینہ کوئی ایک دن میں نہیں بن گئی تھی۔ جب جنگِ بدر ہوئی تو صرف 313 تھے لڑنے والے، باقی تو ڈرتے تھے لڑنے سے۔ وہ تو فرشتے آئے تھے لڑنے کے لیے''۔ غزوہ احد کے حوالے سے گفتگو کا جو انداز اور پیرایہ تھا، وہ شیخ و مسجد سے لاتعلقی اور ایچی سونین تعلیم کے ہاتھوں جو تھا وہ لکھنا نامناسب ہے۔ کیونکہ، معصوم لاعلم، وزیر اعظم نہیں جانتے کہ صحابہ کرامؓ (خیر البریۃ: بہترین خلائق۔ اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے...... کے قرآن میں خطاب کے حامل!) بارے گفتگو کے آداب کیا ہیں۔ ہسٹری کی در فنطنی یہ چھوڑی کہ 'اللہ نے طوفان بھیجا تو وہ بال بال بچے!'' احد میں طوفان/ آندھی آ گئی؟ کوئی تو ہو جو خان صاحب کو یا اسلام کے حوالے سے بیانات دینے سے باز رکھے یا انہیں تعلیم دے ریاست مدینہ کے حوالے سے۔ ورنہ ''آپ بھی شرمسار ہو' ہم' کو بھی شرمسار کر'' کا یہ سلسلہ قوم بھگتتی رہے گی۔

کیا کیجیے کہ دنیا کے سبھی حکمران نہلے پہ دہلے ہیں۔ ٹرمپ نے ٹویٹ میں ناسا کے حوالے سے بات کرتے ہوئے چاند کو مریخ کا حصہ قرار دے دیا۔ امریکی سر پکڑ کر رہ گئے۔ (140 ملین میل دوری کے باوجود؟) انہوں نے شاید چاند مریخ کی دوری کو امریکہ اسرائیل قرب پر محمول کر لیا ہوگا۔ جو دوری کے باوجود 'تو من شدی، من تو شدی'' کی تصویر ہے۔ (آخر گلوبل ولیج کے چوہدری کی غلطی کی تاویل تو ہونی ہی چاہیے، جیسے انصافیے، احد، بدر بارے غلطی پر صفائیاں دے رہے ہیں۔) پچھلے حکمرانوں کی شامت کا دور چل رہا ہے۔ اسی دوران مشرف کے حوالے سے خبر آئی کہ سنگین غداری کیس میں مشرف کا حق دفاع ختم ہو گیا۔ بریت، التوا کی درخواستیں مسترد ہو گئیں۔ دوسری طرف سے جواب آیا کہ ''سابق صدر زندگی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ نہیں پیش ہو سکتے''۔ یہ دنیا اور اس کی عدالتیں! سابق صدر جو صحت کا عذر پیش کر کے باہر بھاگ لیے تھے مارچ 2016ء میں۔ پھر ستمبر 2016ء میں امریکہ میں بھارتی گانے پر بیوی کے ہمراہ رقص کی وڈیو چلی صاحب فراش کمر کے باوجود۔ کورٹ نے سنگین غداری کیس میں مشرف کی عدم حاضری پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے انگریز غاصب اولیور کرامویل کی مثال دی جس کا ڈھانچہ موت کے بعد پھانسی پر لٹکایا گیا تھا۔ مقام عبرت ہے! اگرچہ زندگی تو ڈھانچے کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ برزخ پر ایمان، ڈھانچوں کو پھانسی دے کر سزا کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ وہ دارالعمل سے نکل کر دارالجزاء کے پہلے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد الساعۃ حق۔ وہ گھڑی قیامت کی برحق ہے جہاں:

''ہم قیامت کے روز ایک نوشتہ اس کے لیے نکالیں گے جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا۔ پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔'' (بنی اسرائیل: 13،14)

''جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ سب دفتروں میں درج ہے اور ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی موجود ہے۔'' (القمر: 52،53)

''اصل زندگی تو باقی ہے۔ وہ دن جب پوشیدہ رازوں کی جانچ پڑتال ہوگی۔'' (الطارق: 9)

''سینوں میں جو کچھ مخفی ہے اسے برآمد کر کے اس کی جانچ پڑتال کی جائے گی۔ یقیناً ان کا رب اس روز ان سے خوب باخبر ہوگا''۔ (العادیات: 10،11)

ہم بھولے بیٹھے ہیں۔ کرسیوں، مناصب نے آسمانوں اور زمین پر چھائی حکمرانی والی کرسی کے مالک رب (آیت الکرسی) کو بھلا رکھا ہے۔ وقت کی عدالت میں، زندگی کی صورت میں، یہ جو تیرے ہاتھوں میں اک سوال نامہ ہے، کس نے یہ بنایا ہے! کس لیے بنایا ہے! کچھ سمجھ میں آیا ہے؟ زندگی کے پرچے کے، سب سوال لازم ہیں سب سوال مشکل ہیں! مشرف کی حال ہی میں منظر عام پر آنے والی شدید بیماری کی تفاصیل اور وڈیوز کرسی والوں کے لیے سامان عبرت ہیں۔ وہ بیماری جو لاکھوں میں سے کسی ایک کو ہوتی ہے۔ ایک صرف آئین

شکنی کا کیس ہے۔ (عمر قید یا سزائے موت کا مستوجب) دوسری طرف بے نظیر بھٹو قتل کیس اور لال مسجد طلبہ و طالبات کے قتل کے مقدمے میں بھگوڑا قرار دیا گیا۔ جبکہ ہسپتال میں داخل عجب خوفناک بیماری، ایمائیلی ڈوسز، کا شکار۔ جسم اس سے بغاوت کر چکا ہے۔ بینکوں میں اموال کے Deposits، جمع جتھے کا حساب تو دنیا میں نہ ہوسکا، جسم کے اندر ایک مادہ مختلف اعضاء میں Deposit ہونا شروع ہو گیا۔ قوت مدافعت جواب دے گئی۔ افعال جسمانی ضبط کھو بیٹھے۔ اللہ کے حضور انسان کی بے بسی لرزہ براندام کیے دینے والی ہے۔ ملک خداداد پاکستان کا نظریہ، مقصد وجود، مقاصد قیام سے بغاوت کر کے اسے بے دست و پا امریکہ کے قدموں میں ڈال دینے کا جرم عظیم اصل سنگین غداری تھی۔ آج ملک عزیز آئی ایم ایف کے شکنجے میں جو سسک رہا ہے، ہم اس حال کو ایک دن میں تو نہیں پہنچے۔ ہماری صرف معیشت تباہ نہیں ہوئی۔ ہماری باعزت معاشرت، اقدار تباہ کی گئیں۔ سیاسی جوتیوں میں دال بٹی، قانون تماشا بن گیا۔ لاپتگی کا عذاب اس ملک کے دین دار طبقے پر امریکی خوشنودی کے لیے مسلط کرنے والا۔ پل پل لمحہ لمحہ لاپتگان کے لواحقین عورتوں بچوں بوڑھوں کے رگ و پے میں بے قراری بھر دینے والا مکافات عمل کی لپیٹ میں ہے۔

عالمی سطح پر بہت سے فراعنہ، نمارود جن کے آگے دم مارنے کی مجال نہ تھی، نمونہ عبرت بنے۔ اللہ کے ولی (دوست) سے دشمنی پر اللہ کی طرف سے اعلان جنگ کی وعید حدیث میں موجود ہے۔ فلسطینیوں کا قصاب ایریل شیرون فالج کے حملے میں گرفتار ہوا تو وہ فلسطینی آج بھی یاد آتا ہے جس نے تڑپ کر کہا تھا: اب نہ یہ جیئے گا نہ مرے گا۔ اور پھر یہی ہوا۔ 8 سال کومے میں پڑا، نہ زندہ تھا نہ مردہ۔ چند ماہ میں 7 آپریشن ہوئے۔ دنیا کے ماہر ترین امریکی، یہودی ڈاکٹر، اعلیٰ ترین طبی سہولیات لیے موجود تھے۔ مگر بے بس۔ لاحاصل۔ سوائے بڑی بڑی مشینوں سے گزار کر ٹسٹ کرتے چلے جانے کے، یارانہ تھا۔ مغربی اخباروں کے خراج تحسین، شہ سرخیاں چند دن چلیں، دنیا پھر بھول گئی۔ 8 سال بعد جب دنیا کی قید سے رہائی ملی تو فلسطینیوں کے قتل عام کا مجرم اگلی عدالتوں کی پیشی بھگتنے چل دیا۔ الحق، الفرقان، قرآن عظیم کی گواہیاں صفحے صفحے، آیت در آیت موجود ہیں۔ مرنے پر دنیا نے کیا دیا؟ چند اخباری تجزیے، ٹیلی وژنی تبصرے۔ صرف ایک منٹ کی خاموشی اس کے چاہنے والوں نے اختیار کی۔ تدفین ہو گئی۔ قبر پر فائر بریگیڈ تک متعین نہ ہوسکی!

یارب! ہم تیرے حضور لرزاں ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اپنی رعیت بارے اللہ کے حضور جوابدہ ہے۔ نبیؐ کے فرمان کے مطابق: ہر منصب ہر کرسی جوابدہ ہے، چھوٹی یا بڑی۔ گھر گرہستی سے لے کر امور مملکت تک۔ اور آگے کھربوں سال سے زیادہ کی زندگی ہے جس میں ہمیں خواہی نخواہی اتر کر رہنا ہے۔ جس دن یہ ایمان زندہ ہو گیا، پاکستان بحال، خوشحال ہو جائے گا، سارے دلدر دور ہو جائیں گے!

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر کمبوہ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 25 سال، تعلیم میٹرک بیرون ملک ملازمت کے لیے دینی مزاج کی حامل خوبصورت و سیرت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0343-4673016

☆ ملتان میں رہائش پذیر رفیقہ تنظیم اسلامی کو اپنی دو بیٹیوں جن کی عمر 25 سال، حافظہ قرآن، ایم اے اسلامیات، عمر 23 سال، طالبہ درجہ حفظ و BSc، شرعی پردہ وصوم وصلوٰۃ کی پابند رفیقات کے لیے ملتان سے پابند شرع و ہندوانہ رسومات سے بے زار، دین دار، سلیم الفطرت، برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔
برائے رابطہ: 0303-6702771

داخلے جاری ہیں

جاری کردہ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

رجوع الی القرآن کورسز
(پارٹ I اور II)

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I) برائے مرد وخواتین (کوالیفکیشن: انٹرمیڈیٹ پاس کیا ہو)

1. عربی صرف ونحو
2. ترجمہ قرآن (مع تفسیری توضیحات)
3. سیرت النبی ﷺ
4. قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II) صرف مرد حضرات (کوالیفکیشن: پارٹ (I) پاس کیا ہو)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصول تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصول فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان وادب
9. اضافی محاضرات

انٹرویو کی تاریخ: 22 جولائی (صبح 9:00 بجے)
کلاسز کا آغاز: 23 جولائی (صبح 8:00 بجے)

داخلہ کے خواہشمند ایک تصویر، شناختی کارڈ کی کاپی اور انٹرمیڈیٹ کی سند کی کاپی کے ہمراہ 19 جولائی تک رجسٹریشن کروالیں

برائے رابطہ
قرآن اکیڈمی
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: (042) 35869501-3
email:lrts@tanzeem. org
ملک شیر افگن (مرد حضرات)
0300-4201617
(042) 35869501-3 (خواتین آفس)

انتخابات اور جمہوری انداز سے پاکستان میں نفاذ اسلام ممکن نہیں

اللہ کے دین کے قیام اور غلبے کے لیے اجتماعی سطح پر عملی جدوجہد لازمی ہے

قیام پاکستان کے بعد نظریہ کو مستحکم کرنے کی بجائے اس کی جڑیں کھوکھلی کی گئیں

گزشتہ چند ماہ میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے انٹرویوز مختلف قومی جرائد میں شائع ہوئے۔ ان میں سے ایک انٹرویو "ہفت روزہ تکبیر" میں 8 مئی 2019 کو شائع ہوا۔ خصوصی اہمیت کے پیش نظر یہ انٹرویو قارئین ندائے خلافت کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

سوال : ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1957ء میں ماچھی گوٹھ کے اجلاس میں جماعت اسلامی کی اعلیٰ قیادت سے طریق کار کے حوالے سے اختلاف کا اظہار کیا اور بعد ازاں مولانا امین احسن اصلاحی اور دیگر متعدد اکابرین کے ساتھ جماعت سے الگ ہوئے۔ بعدازاں فریضہ اقامت دین کی جدوجہد کے حوالے سے 1975ء میں پاکستان میں غلبۂ اقامت دین کی جدوجہد کے لیے تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی۔ کیا تنظیم آپ کی قیادت میں اُسی نظریہ کو پروان چڑھا رہی ہے؟

حافظ عاکف سعید : جی ہاں! الحمدللہ! تنظیم آج بھی اُسی مشن کو آگے بڑھانے کے لیے سرگرم عمل ہے۔ طریق کار، منہج بھی وہی ہے اور اہداف بھی وہی ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ میں خود کو اس منصب اور ذمہ داری کا اہل ہرگز نہیں سمجھتا، تاہم بانی تنظیم اسلامی نے اپنی پیرانہ سالی کے باعث اس حوالے سے وسیع مشاورت کے بعد یہ کٹھن ذمہ داری مجھ پر ڈالنے کا فیصلہ صادر فرمایا۔ پختہ کار اور سینئر رفقاء کی مشاورت اور معاونت سے الحمدللہ اقامت دین کی جدوجہد پیہم جاری ہے۔ مجھے ذاتی طور پر یہ اضافی سہولت اور سعادت بھی حاصل ہوئی کہ بانی تنظیم اسلامی نے اپنی زندگی کے آخری آٹھ سالوں میں تنظیم اسلامی کی امارت مجھے سونپ دی تھی۔ چنانچہ ان آٹھ سالوں میں ان کی معاونت اور رہنمائی بھی مجھے حاصل رہی جو میرے لیے ایک قیمتی اثاثے سے کم نہیں۔

سوال : ڈاکٹر صاحب مرحوم کی زندگی بھر کی تقاریر اور تحریروں کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اقامت دین کی جدوجہد کو اہم دینی فریضہ سمجھتے تھے اور انہوں نے اپنی زندگی اسی کام کے لیے وقف کی ہوئی تھی۔ اقامت دین کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا قافلہ اس وقت کس منزل پر ہے اور اس جدوجہد کو آپ کیسے آگے بڑھا رہے ہیں؟

حافظ عاکف سعید : آپ کی یہ بات صدفی صد درست ہے کہ بانیٔ تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ پاکستان میں دینِ متین کے نفاذ کو اہم دینی فریضہ سمجھتے تھے اور اُنھوں نے اس کام کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ تنظیم اسلامی کے قیام کا بنیادی مقصد ہی یہ تھا کہ اجتماعی طور پر اس فریضہ کو ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کی عظیم اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ پھر یہ کہ آئین پاکستان میں اسلام کو ریاست کا مذہب قرار دیا گیا ہے۔ سابق صدر ضیاء الحق کے دور میں قراردادِ مقاصد کو آئین کا حصہ بنا دیا گیا لیکن عملی طور پر پاکستان ایک اسلامی ریاست نہیں بن سکا۔ یہاں بہت سے قوانین غیر اسلامی ہیں۔ مراعات یافتہ طبقہ اسے عملی اور حقیقی طور پر اسلامی ریاست بنانے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ لہٰذا تنظیم اسلامی یہ سمجھتی ہے کہ ایک زوردار عوامی تحریک کے ذریعے وقت کے حکمرانوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ یا تو پاکستان کو صحیح معنوں میں اور عملی طور پر اسلامی ریاست میں تبدیل کریں یا راستے سے ہٹ جائیں تاکہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنایا جا سکے۔ لہٰذا ہم ایک طرف اپنے رفقاء کی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں الحمدللہ ان کی تعداد میں ڈاکٹر صاحبؒ کی وفات کے بعد بھی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور دوسری طرف ہم دیگر جماعتوں کو بھی قائل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ وہ انتخابی اتحاد کی بجائے تحریکی یا انقلابی اتحاد قائم کریں تاکہ ملک میں اسلام بحیثیت نظام قائم کرنے کے لیے مشترکہ جدوجہد کی جا سکے۔ اس حوالے سے میں نے ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس میں ایک فارمولا پیش کیا تھا جسے دوسری جماعتوں کے سربراہوں نے بھی سراہا تھا اور اُسے آگے بڑھانے کے لیے ایک سٹیئرنگ کمیٹی بھی قائم کی گئی۔ اللہ نے چاہا تو یہ کام آگے بڑھے گا۔

سوال : تنظیم اسلامی کا مؤقف ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام انتخابات کے ذریعے نہیں بلکہ زوردار اور بھرپور عوامی تحریک کے ذریعے نافذ ہو سکتا ہے۔ تنظیم اسلامی یہ تحریک چلانے کے حوالے سے کیا اقدام کر رہی ہے؟

حافظ عاکف سعید : قرآن وسنت کی تعلیمات کے ذریعے مسلمانان پاکستان کو ان کی تین بنیادی ذمہ داریوں سے روشناس کرانا۔ ہر مسلمان اپنی انفرادی زندگی قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا عزم مصمم کرے۔ اپنے رشتہ داروں اور دوست احباب کو بھی اسی بات کی تلقین کرے۔ اپنے ملک، پاکستان میں اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنے کی خاطر کسی ایسی اجتماعیت میں شامل ہو کر عملی جدوجہد کا حصہ بنے جس کا واضح ہدف اقامت دین کی جدوجہد ہو، اور اس کا طریق کار قرآن و سنت کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو۔ ان مراحل سے گزرے ہوئے افراد جو نفاذ اسلام کے لیے ہر قربانی دینے کے آرزومند ہوں اگر مناسب تعداد میں جمع ہو جائیں (بانی تنظیم اسلامی دو لاکھ افراد کا اندازہ رکھتے تھے۔) اور پُرامن انداز میں احتجاجی تحریک چلائیں، تو ان شاء اللہ پاکستان میں نفاذ اسلام کی منزل سر کی جا سکتی ہے۔ جہاں تک پاکستان میں انتخابات کے ذریعے اسلام نافذ کرنے کا تعلق ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اب اِس کی نفی کے لیے دلائل کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی تاریخ خود شاہد ہے کہ انتخابات اور جمہوری انداز میں پاکستان میں اسلام کا نفاذ ممکن نہیں۔

سوال : بھارت کی طرف سے پاکستان پر حملے کی اطلاعات تھیں جیسا کہ ہمارے وزیر خارجہ نے بعض انٹیلی جنس ذرائع سے تاریخ بھی دے دی تھی۔ سوال یہ ہے کہ آخر بھارت پاکستان پر جارحیت کیوں کرنا چاہتا ہے اور کیا اب بھی یہ خطرہ موجود ہے؟

حافظ عاکف سعید : ایک تو بھارت کا داخلی مسئلہ ہے کہ جب بھی بھارت میں انتخابات سر پر ہوتے ہیں تو

ہندو اکثریت کے جذبات کو بھڑکانے کے لیے خاص طور پر پاکستان کو ٹارگٹ بنایا جاتا ہے ۔اب بھی چونکہ بھارت میں انتخابات ہونے جارہے تھے اور حکمران جماعت بی جے پی کے پاس عوام کو دکھانے کے لیے کارکردگی کچھ بھی نہیں تھی ۔جو دعوے اور وعدے وعید کیے گئے تھے وہ پورے نہیں ہوئے بلکہ اُلٹا بی جے پی کی ساکھ گری ہے اور اس کے نتیجے میں وہ کئی ریاستوں میں ضمنی انتخابات ہاری ہے ۔لہٰذا اب بی جے پی کے پاس انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اس کے سوا کوئی آپشن نہیں تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح ہندو اکثریت کے جذبات پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف بھڑکائے اور پھر الیکشن میں انہیں کیش کرالے ۔اسی مقصد کے تحت مودی سرکار نے پلوامہ میں دلت فوجیوں کو مروایا اور پھر فوراً اس کا الزام پاکستان پر لگا دیا ۔بھارت میں یہ ایک ایسا آزمودہ سیاسی داؤ ہے جس کی وجہ سے ہندو اکثریت فوراً ہندو سیاسی لیڈروں کے دامِ فریب میں گرفتار ہو جاتی ہے ۔چنانچہ پلوامہ حملہ کو بنیاد بنا کر پاکستان میں سٹرائیک کی ناکام کوشش کی گئی اور اس کو بھی الیکشن میں کیش کروایا گیا ۔حالانکہ تمام عالمی خبررساں اداروں اور عالمی میڈیا نے بھارت کے اس موقف کی تردید کی ہے کہ اس نے پاکستانی علاقے میں کسی ہدف کو نشانہ بنایا ہے اور نہ ہی بھارت خود اس کے کوئی ثبوت پیش کر سکا ہے ۔اس ناکام کوشش کے بعد بھارت نے دوبارہ فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے کی کوشش کی اور ایک بار پھر منہ کی کھائی اور پوری دنیا میں رسوا ہوا ۔اس کا ایک پائلٹ بھی پکڑا گیا جسے واپس کر دیا گیا ۔لہٰذا یہ شرمندگی اُٹھانے کے بعد مودی سرکار نے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مترادف پاکستان پر حملے کا کوئی پلان بنایا ہوگا جس کی تصدیق عالمی انٹیلی جنس ایجنسیوں اور ہمارے وزیر خارجہ نے بھی کر دی ۔لیکن چونکہ پاکستان نے اس ممکنہ حملے کو پہلے سے دنیا کے سامنے طشت ازبام کر دیا تو لہٰذا بھارت کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا ۔لیکن خطرہ اب بھی ٹلا نہیں ہے کیونکہ بعض عالمی طاقتیں خاص طور پر اسرائیل بھارت کو جنگ کے لیے مسلسل اُکسا رہا ہے۔

سوال : حالیہ پاک بھارت کشیدگی کے دوران بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ کھل کر سامنے آیا ہے ۔اس گٹھ جوڑ کی بنیاد کیا ہے حالانکہ پاکستان اسرائیل کے خلاف کوئی اقدام بھی نہیں کر رہا؟

حافظ عاکف سعید : بھارت اور اسرائیل کا گٹھ جوڑ فطری ہے کیونکہ یہ دونوں اسلام دشمن قوتیں ہیں اور اس حوالے سے ہمیں قرآن نے آج سے چودہ سو سال قبل ہی خبردار کر دیا تھا کہ:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا ج﴾ ’’تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔‘‘(المائدہ:82)

آج بھارت کے ہندو انتہا پسند طبقات مشرکین مکہ سے بڑھ کر اسلام دشمنی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ۔لہٰذا قرآن کی یہ بات سچ ثابت ہو رہی ہے ۔بھارت اور اسرائیل فطری اتحادی ہیں اور یہ اتحاد اس وقت سے قائم ہے جب سے اسرائیل وجود میں آیا ہے ۔اب چونکہ اسرائیل اپنے راستے سے ان تمام اسلامی قوتوں کو ہٹا چکا ہے جو گریٹر اسرائیل کے راستے میں رکاوٹ بن سکتی تھیں جیسا کہ شام ،عراق ،مصر اور لیبیا وغیرہ میں فسادات کے ذریعے یا فوجی مارشل لاء کے ذریعے اسرائیل کے خلاف ممکنہ مزاحمت کو کچل دیا گیا ہے ۔اس کے بعد سعودی عرب سمیت تمام عرب ممالک اب اسرائیل کو یا تو تسلیم کر چکے ہیں یا کرنے جارہے ہیں ۔لے دے کر صرف ایک پاکستان رہتا ہے جس نے ابھی تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا ۔اس کے علاوہ پاکستان واحد اسلامی ایٹمی طاقت بھی ہے اور اس کے پاس اتنی صلاحیت ہے کہ وہ اسرائیل کو نشانہ بنا سکتا ہے ۔لہٰذا پاکستان کو یہود اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ محسوس کر رہے ہیں ۔کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ جب وہ گریٹر اسرائیل کی طرف بڑھیں گے تو پھر وہ مسجد اقصیٰ کو بھی اپنی لپیٹ میں لیں گے اور مدینہ منورہ بھی ان کے ہدف میں ہے لہٰذا کوئی بھی غیرت مند پاکستانی نہیں چاہے گا کہ کم از کم مدینہ منورہ یہود کے ناپاک قبضے میں چلا جائے ۔لہٰذا اگر ایسی کوئی کوشش کی گئی تو مسلمانوں کا شدید ردعمل آئے گا اور یہ ردعمل پاکستانی حکومت کو اور فوج کو بھی خاموش نہیں رہنے دے گا ۔یعنی پاکستان کو مجبوراً اسرائیل کے خلاف میدان میں اُترنا پڑے گا ۔لہٰذا اسی خطرے کو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے پہلے نائن الیون کے بعد پاکستان میں بھی فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دینے کی پوری کوشش کی اور ساتھ دہشت گردی کی جنگ بھی مسلط کر دی لیکن الحمدللہ پاکستانی عوام اور فوج نے بہت اعلیٰ بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان یہودی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور فسادات پر قابو پالیا ۔خاص طور اس میں علماء کا بہت اہم کردار ہے کہ انہوں نے فرقہ واریت کو پھیلنے نہیں دیا بلکہ تمام مسالک کے علماء نے مشترکہ جدوجہد کر کے اس عفریت کو روکے رکھا جس کی وجہ سے ہماری افواج دہشت گردی کی اس جنگ میں کامیاب و کامران ٹھہریں اور ہم اس مصیبت سے نکل آئے حالانکہ ہمارے ساتھ ساتھ یہی بیماری عراق ،شام اور لیبیا کو بھی لگائی گئی تھی جو ان بدقسمت ممالک کو کھا کر بھسم کر گئی اور گریٹر اسرائیل کے راستے کھل گئے ۔مگر پاکستان الحمدللہ بچ گیا اور اللہ کا فضل یہ تھا کہ یہ معجزانہ طور ایٹمی قوت بن گیا تھا ورنہ آج ہم بھی شامیوں اور عراقیوں کی طرح تباہ حال ہوتے ۔لہٰذا اسی ایٹمی قوت کو نشانہ بنانے کے لیے اسرائیل اور بھارت کا گٹھ جوڑ وجود میں آیا ہے اور ان کی پوری پوری کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان کی یہ صلاحیت ختم کر دی جائے ۔ان کے ساتھ تیسری قوت امریکہ ہے اور امریکہ کی بھی پوری کوشش ہے کہ پاکستان ایٹمی صلاحیت سے محروم ہو جائے کیونکہ اس کے بعد پاکستان کو تباہ کرنا ان کے لیے آسان ہو جائے گا۔

سوال : امریکہ، بھارت اور اسرائیل کس طرح پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں حالانکہ وہ بہت مضبوط ہاتھوں میں ہے؟

حافظ عاکف سعید : اس کے بہت سارے طریقے ہیں اور وہ سب آزمائے جارہے ہیں ۔سب سے پہلے آپ کو معلوم ہوگا کہ اسرائیلی طیارے براستہ بھارت پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر حملے کے لیے اس وقت بھی آئے تھے جب ابھی پاکستان نے ایٹمی دھماکے نہیں کیے تھے ۔اس وقت جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ایک بالکل سیدھا سادا موقف اختیار کرتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان پر کہیں سے بھی حملہ ہوا تو اس کا جواب بھارت کو دیا جائے گا۔ یہ ایک ایسا جواب تھا جس کی وجہ سے بھارت اور اسرائیل اپنی گھناؤنی حرکتوں سے باز آگئے تھے لیکن حالیہ دنوں میں پھر یہ اطلاعات ملیں کہ بھارت کے ساتھ ساتھ اسرائیل بھی پاکستان کے خلاف کارروائیوں میں شامل تھا ۔یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ بھارت اور اسرائیل مل کر پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنے والے تھے ۔لیکن چونکہ پاکستان نے اس حوالے سے اپنا دفاع مضبوط کیا ہے اور وہ دوسرے راستے اختیار کریں گے جن میں سے ایک دہشت گردی اور انتشار کا راستہ ہے ۔شاید اسی لیے علماء پر حملے کروائے گئے جیسا کہ کراچی میں مفتی تقی عثمانی صاحب

پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ یہ حملہ کامیاب ہو جاتا تو پھر فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑنے کا اندیشہ تھا اور یہی فسادات پھر بیرونی مداخلت کا راستہ ہموار کرتے ہیں جیسا کہ شام، عراق اور لیبیا میں ہوا۔ پاکستان کے خلاف بھی یہ راستہ اختیار کیا گیا اور نائن الیون کے بعد براستہ افغانستان امریکہ اور بھارت نے دہشت گردی پھیلانے کی پوری کوشش کی۔ لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ جیسا کہ پہلے میں نے بتایا کہ اس میں علماء، عوام اور فوج نے مل کر کردار ادا کیا۔ اس کے بعد تیسرا راستہ معاشی دہشت گردی کا راستہ ہے۔ اس حوالے سے بھی پاکستان کو گھیرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ FATF کے ذریعے شکنجہ کسا گیا۔ پھر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ذریعے پاکستان کو سودی قرضوں میں جکڑا گیا۔ اب پاک بھارت کشیدگی کو ہوا اسی لیے دی جارہی ہے اور بھارت کو جنگ کے لیے اسی لیے اُکسایا جارہا ہے کہ اگر ہلکی پھلکی جنگ بھی شروع ہوجائے تو بھارت تو برداشت کرلے گا مگر پاکستان کی معاشی حالت ایسی نہیں ہے کہ یہ جنگ میں زیادہ دیر اپنے پاؤں پر کھڑا رہ سکے۔ لہٰذا اگر جنگ ہوئی تو پاکستان معاشی طور پر دیوالیہ ہوسکتا ہے اور یہی وہ وقت ہوگا جب عالمی قوتیں ہماری قومی سلامتی کے عوض ہمارے ایٹمی اثاثوں کا مطالبہ کرسکتی ہیں اور ہمارے سامنے کوئی دوسرا آپشن نہیں ہوگا۔

سوال : امریکہ نے پاسداران انقلاب ایران کو بھی دہشت گرد قرار دے دیا ہے حالانکہ پاسداران ایرانی فوج کا حصہ ہیں۔ کیا کسی ملک کی فوج کو اس طرح دہشت گرد قرار دیا جاسکتا ہے؟ اور اس کے پیچھے امریکہ کے اصل عزائم کیا ہیں؟

حافظ عاکف سعید : سب سے پہلے تو ہم امریکہ کے اس بے تکے اور بلاجواز اقدام کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ کسی بھی ملک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسرے ملک کی فوج کو دہشت گرد قرار دے۔ ہر ملک کی افواج اپنے ملک کے دفاع کے لیے ہوتی ہیں اور انہیں اپنے ملک کے دفاع کا اسی طرح حق ہے جس طرح امریکی افواج کو امریکہ کے دفاع کا حق ہے۔ حالانکہ حقیقت میں دیکھا جائے تو اصل دہشت گرد تو امریکہ اور اس کی افواج خود ہیں جنہوں نے دنیا کا امن تہہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے۔ انہوں نے عراق میں کیا کیا ہے؟ صرف ایک جھوٹ کی بنیاد پر پورے ملک کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور لاکھوں بے گناہ شہریوں کو شہید کیا۔ حالانکہ بعد ازاں ان عالمی قوتوں نے خود تسلیم بھی کیا کہ عراق پر حملہ ہماری غلطی تھی۔ تو کیا بلا گناہ کسی ملک کو تباہ کرنا اور اس کے شہریوں کا قتل عام کرنا دہشت گردی نہیں ہے؟ اسی طرح ویت نام میں، شام میں، افغانستان میں جن بے گناہوں کو مارا گیا حتیٰ کہ قندوز میں قرآن حفظ کرنے والے معصوم بچوں پر بمباری کر کے انہیں شہید کیا۔ لہٰذا اصل دہشت گرد تو خود امریکی افواج ہیں لیکن چونکہ ان کے پاس طاقت ہے اور طاقت کا دنیا میں ڈنکا بولتا ہے تو وہ جس کو چاہیں دہشت گرد قرار دے دیں اور پھر اس پر پابندیاں لگا دیں۔

امریکہ کے اس اقدام کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے وہ بھی ہمارے مدنظر ہونا چاہیے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اس فیصلے سے ایک دو ہفتے قبل ہی یہ بات بھی سامنے آئی کہ امریکہ نے عمان سے دو بندرگاہیں حاصل کی ہیں جنہیں وہ فوجی اڈوں کے طور پر استعمال کرے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ کو وہاں فوجی اڈوں کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ ظاہر ہے اس کا سب سے بڑا حریف اس وقت دنیا میں چائنہ ہے اور چائنہ کے بین الاقوامی تجارتی منصوبے جیسے سی پیک ہے اور ون روڈ ون بیلٹ ہے وہ اسی علاقے سے ہو کر گزرتے ہیں۔ ان تجارتی منصوبوں کی بدولت چائنہ کا اثر رسوخ اس خطے میں خاص طور پر عرب ممالک میں بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اور مستقبل میں مزید بڑھنے کے امکانات ہیں۔ اور پھر چائنہ کے ان منصوبوں کی وجہ سے پاکستان کو بھی معاشی فوائد حاصل ہونے کے امکانات ہیں۔ ظاہر ہے اگر پاکستان کو معاشی فوائد حاصل ہوں گے تو اس کی عسکری قوت بھی بڑھے گی اور یہ بات امریکہ، اسرائیل اور بھارت تینوں کو قبول نہیں ہے۔ لہٰذا عمان سے بندرگاہیں حاصل کر کے ایک ٹھکانہ وہاں پر بنایا گیا تاکہ پاکستان اور چائنہ پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کے تجارتی منصوبوں کو بھی مانیٹر کیا جاسکے۔ ظاہر ہے اس کے لیے امریکہ کے پاس جواز بھی تو ہونا چاہیے تھا اور جواز ایرانی پاسداران انقلاب کو بنایا گیا۔ اسی بہانے وہ اب عرب ممالک کو بھی مزید بلیک میل کرے گا اور ساتھ پاکستان اور چائنہ پر بھی نظر رکھے گا۔

سوال : بھارت میں انتخابات ہونے جارہے ہیں اور بھارتی حکومتی جماعت بی جے پی نے جو انتخابی منشور ظاہر کیا ہے اس میں بابری مسجد کی جگہ رام مندر بنانے اور کشمیر کی خصوصیت حیثیت ختم کرنے کے لیے آئین کی شق 35-A کو بھی ختم کرنے کی بات کی گئی ہے۔ کیا واقعی بھارت اس طرف بڑھ رہا ہے اور آخر کیوں؟

حافظ عاکف سعید : بظاہر تو یہ انتخابات میں جیتنے کے لیے بی جے پی کا ایک ہتھکنڈہ لگتا ہے لیکن حقیقت میں بھارت اسی صورتحال کی طرف بڑھ رہا ہے جس کی پیشن گوئی آج سے 14 سو سال پہلے نبی آخر الزماں ﷺ نے غزوۂ ہند کے حوالے سے کردی تھی۔ ہمارا ایمان ہے کہ یہ جنگ ہونی ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ آخری دور کی احادیث میں بہت بڑی عالمی جنگوں کا بھی ذکر ہے۔ اگر موجودہ عالمی حالات کو دیکھا جائے تو ہم تیزی سے اس جانب بڑھ رہے ہیں۔ دنیا بھر میں مذہبی انتہا پسند لوگ حکومت میں آرہے ہیں جیسے امریکہ میں ٹرمپ آگئے، بھارت میں مودی آگیا، اسی طرح فرانس، جرمنی اور اسرائیل میں بھی مذہبی جنونی قسم کے لوگ حکومت میں آرہے ہیں اور ان سب کے اپنے اپنے اہداف ہیں۔ عیسائی چاہتے ہیں کہ گریٹر اسرائیل جلد از جلد بنے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ہو۔ یہودی اپنے مسایاح کے انتظار میں ہیں اور اپنے طور پر پوری تیاری کر رہے ہیں۔ اسی طرح بھارت کا بھی ایک ایجنڈا ہے۔ بھارت کا ہندو انتہا پسند طبقہ کہتا ہے کہ یہ ملک صرف ہندوؤں کا ہے، ان کے نزدیک پاکستان ان کی دھرتی ماتا کو کاٹ کر بنایا گیا لہٰذا وہ پاکستان کو ہر صورت مٹا دینا چاہتے ہیں اور ساتھ مسلمانوں کا بھی یہاں سے صفایا چاہتے ہیں۔ بی جے پی کیونکہ اس انتہا پسند طبقے کی نمائندہ جماعت ہے تو لہٰذا وہ انہی کے ایجنڈے کو لے کر چل رہی ہے۔ انہوں نے بھارت کو ایک ہندو ریاست بنانا ہے جس طرح اسرائیل اپنی ایک آئینی ترمیم کے بعد مکمل طور پر یہودی ریاست بن گیا۔ وہاں فلسطینیوں کی حیثیت اب درجہ دوم کے شہریوں کی رہ گئی ہے اسی طرح بھارت جب ہندو ریاست میں تبدیل ہو جائے گا تو بھارتی مسلمان بھی روہنگیا اور فلسطینیوں کی طرح کچلے جائیں گے اور ان کی اپنے ہی ملک میں کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔ مودی حکومت آسام میں یہ تجربہ کر کے دیکھ بھی چکی ہے کہ جہاں 40 لاکھ مسلمانوں کی شہریت ختم کردی گئی ہے۔ اسی طرح اب کشمیر میں 35-A کو ختم کر کے کشمیر کی خصوصی حیثیت بھی ختم کردی جائے گی اور اس کے بعد ہندو آبادکاری کے ذریعے کشمیر کا ڈیموگرافک سٹرکچر تبدیل کردیا جائے گا۔ اس کے بعد ظاہر ہے کشمیریوں پر ان کی اپنی ہی دھرتی مزید تنگ ہوجائے گی۔ لہٰذا بھارت اسی طرف بڑھ رہا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بالآخر

22 کروڑ مسلمان اپنا ردعمل دکھائیں تو بات جنگ تک پہنچ جائے گی اور اس کے بعد لگتا یہی ہے کہ غزوہ ہند کا آغاز ہو جائے گا۔

سوال: جس طرح امریکہ نے گولان ہائٹس کو اسرائیل کا حصہ تسلیم کر لیا ہے اسی طرح کیا دنیا مقبوضہ کشمیر کو بھی بھارت کا حصہ تسلیم کر لے گی؟

حافظ عاکف سعید: اگر دنیا سے مراد آپ کی اقوام متحدہ اور دوسرے بین الاقوامی ادارے ہیں تو وہ تو پہلے ہی امریکہ اور اسرائیل کی چاکری میں ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل جب چاہتے ہیں انہیں استعمال کر لیتے ہیں جس طرح انہوں نے نائن الیون کے بعد کیا اور جب چاہتے ہیں تو ٹھوکر مار دیتے ہیں جیسے عراق کے معاملے میں کیا کہ اقوام متحدہ نے عراق پر حملے سے منع کیا تھا لیکن اس کے باوجود عالمی قوتوں نے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ لہٰذا عالمی اداروں کی کوئی حیثیت نہیں ہے خاص طور پر جب معاملہ مسلمانوں کے حوالے سے ہو تو وہ دہرا معیار اپنا لیتے ہیں جیسے انہوں نے مشرقی تیمور اور جنوبی سوڈان کے حوالے سے اپنایا حالانکہ ان کے مقابلے میں مسئلہ کشمیر کافی دیرینہ مسئلہ تھا لیکن 72 سالوں میں اقوام متحدہ نے کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ لہٰذا گولان ہائٹس کو اسرائیل کا حصہ تسلیم کرنا ایک ابتدا ہو سکتی ہے اور اس کے بعد کشمیر کو بھی بھارت کا حصہ تسلیم کر لیا جائے گا اور عالمی برادری یا عالمی ادارے کچھ نہیں کر سکیں گے۔

سوال: آپ کی نظر میں پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل کا مستقل حل کیا ہے؟

حافظ عاکف سعید: پاکستان کے بارے میں ایک بات طے شدہ ہے کہ یہ ملک پوری اسلامی دنیا میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ پوری دنیا میں منفرد مقام کا حامل ہے تو غلط نہ ہوگا، یہ کسی وطنی، لسانی یا جغرافیائی بنیاد پر وجود میں نہیں آیا، اس کے قیام کی بنیاد صرف اور صرف نظریاتی ہے اور وہ نظریہ سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں، بقول اقبال کے

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری

بدقسمتی سے ہم نے قیام پاکستان کے بعد اس نظریے کو مستحکم کرنے کی بجائے اس کی جڑیں کھودنی شروع کر دیں، اقبال کا تصورِ پاکستان ایک مثالی اسلامی ریاست کا تھا، جو اسلام کے اس نظام عدل اجتماعی کی بنیاد پر تشکیل پاتی ہے، جس کی عملی مثال خلافت راشدہ کا نظام ہے۔ اسی طرح قائداعظم کے بیسیوں بیانات اس حقیقت کے آئینہ دار ہیں کہ وہ پاکستان کی صورت میں ایک مثالی اسلامی فلاحی ریاست کے متمنی تھے، جس میں دستور و آئین کا مقام قرآن کی ابدی رہنمائی کو حاصل ہوگا۔

آج ہمارا نام نہاد دانشور طبقہ نظریۂ پاکستان کی نفی کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے اور مملکت خداداد پاکستان کے اسلامی تشخص کو مٹانے کو اپنا مقصد حیات بنائے ہوئے ہے۔ سیدھی سی بات ہے کوئی نظریاتی ریاست اپنے بنیادی نظریئے سے انحراف کرے تو یہ ملکی سطح پر خودکشی کے مترادف ہے۔ ہم نے بحیثیت قوم اپنے نظریہ سے غداری کی ہے، اسلام کی جڑیں مضبوط ہونے کی بجائے سیکولرازم اور لبرل ازم کو فروغ دیا گیا، نتیجہ یہ ہے انگریز اور ہندو کی مخالفت کے باوجود لاکھوں جانوں کی قربانیاں دے کر پاکستان بنانے والی مضبوط مسلم قوم آج 5 قومیتوں میں بٹ چکی ہے۔ بدترین منافقت کا شکار ہے، سیاسی، مذہبی اور لسانی بنیادوں پر ٹارگٹ کلنگ جس بڑے پیمانے پر پاکستان میں ہوئی ہے، اس کی مثال دنیا کے کسی ملک میں نہیں ملتی۔ قومی لوٹ کھسوٹ اور کرپشن میں ہم دنیا کے اولین ممالک میں شمار ہوتے ہیں۔ معاشی طور پر ہم آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے غلام ہیں، سیاسی طور پر بھی دنیا میں نابالغ سمجھے جاتے ہیں۔ اپنے بدترین دشمن کے ہاتھوں شکست کی ذلت کا داغ بھی ہمیں لگ چکا ہے اور ہمارا ایک بازو بھی ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے کٹ چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ کی جانب سے عذاب کی زد میں ہیں۔ ہم عالمی سیاسی قوتوں اور مالیاتی اداروں کے غلام بن چکے ہیں۔ اس کا صرف ایک علاج ہے، بقول ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کہ ع

علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی

اگر ہم آج سچے مسلمان بن جائیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پیروکار بن جائیں اور اس ملک میں مصطفائی نظام قائم کر دیں تو ہمیں اس غلامی سے نجات مل سکتی ہے۔ اللہ کی رحمت پھر سے ہم پر سایہ فگن ہو سکتی ہے اور پاکستان ایک مضبوط اور مستحکم ملک بن سکتا ہے۔

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
اعلان داخلہ
2019-20ء
کُلیة القرآن لاہور
(1) درسِ نظامی (آٹھ سالہ کورس) مع میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے
اہلیت: مڈل پاس، جبکہ میٹرک پاس کو ترجیح دی جائے گی۔
(2) دراساتِ دینیہ (دو سالہ کورس) مع انٹرمیڈیٹ آئی کام۔ جنرل سائنس
اہلیت: میٹرک سائنس: 60 فیصد (کم سے کم) نمبروں کے ساتھ
داخلے کا آغاز
21 جون 2019ء
داخلہ کے خواہشمند طلبہ اپنی سابقہ اسناد، اپنے اور والد/سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور 3 عدد تصاویر ہمراہ لائیں۔
میٹرک کے نتائج کا انتظار کرنے والے طلبہ بھی داخلہ لے سکتے ہیں۔
ذہین اور مستحق طلبہ تعلیمی وظائف کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔
ہوسٹل میں محدود نشستیں دستیاب ہیں۔
برائے رابطہ
191-A اتاترک بلاک
نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
فون نمبر: 042-35833637
0301-4882395

The Unipolar Moment Is Over.
The Xi – Putin Relationship

Something extraordinary began with a short walk in St. Petersburg on the first Friday of June 2019.

After a stroll, they took a boat on the Neva River, visited the legendary Aurora cruiser, and dropped in to examine the Renaissance masterpieces at the Hermitage. Cool, calm, collected, all the while it felt like they were mapping the ins and outs of a new, emerging, multipolar world.

Chinese President Xi Jinping was the guest of honor of Russian President Vladimir Putin. It was Xi's eighth trip to Russia since 2013, when he announced the New Silk Roads, or Belt and Road Initiative (BRI).

First they met in Moscow, signing multiple deals. The most important is a bombshell: a commitment to develop bilateral trade and cross-border payments using the ruble and the yuan, bypassing the U.S. dollar.

Then Xi visited the St. Petersburg International Economic Forum (SPIEF), Russia's premier business gathering, absolutely essential for anyone to understand the hyper-complex mechanisms inherent in the construction of Eurasian integration. I addressed some of SPIEF's foremost discussions and round tables here.

In Moscow, Putin and Xi signed two joint statements – whose key concepts, crucially, are "comprehensive partnership", "strategic interaction" and "global strategic stability."

In his St. Petersburg speech, Xi outlined the "comprehensive strategic partnership". He stressed that China and Russia were both committed to green, low carbon sustainable development. He linked the expansion of BRI as "consistent with the UN agenda of sustainable development" and praised the interconnection of BRI projects with the Eurasia Economic Union (EAEU). He emphasized how all that was consistent with Putin's idea of a Great Eurasian Partnership. He praised the "synergetic effect" of BRI linked to South-South cooperation.

And crucially, Xi stressed that China "won't seek development to the expense of environment"; China "will implement the Paris climate agreement"; and China is "ready to share 5G technology with all partners" on the way towards a pivotal change in the model of economic growth.

It was obvious this was slowly brewing for the past five to six years. Now the deal is in the open. The Russia-China comprehensive strategic partnership is thriving; not as an allied treaty, but as a consistent road map towards Eurasia integration and the consolidation of the multipolar world.

Unipolarism – via its demonization matrix – had first accelerated Russia's pivot to Asia. Now, the U.S.-driven trade war has facilitated the consolidation of Russia as China's top strategic partner.

His message to the EU, in this case, would be to cut them off, and link with China for good. That way, Russian oil would be completely redirected from the EU to China, making the EU completely dependent on the Strait of Hormuz.

Beijing for its part seems to have finally absorbed that the current Trump administration offensive is not a mere trade war, but a full-fledged attack on its economic miracle, including a concerted drive to cut China off from large swathes of the world economy.

The problem for the U.S. is the emergence of a formidable peer competitor in Eurasia – and worse still, a strategic partnership. It has thrown these elites into Supreme Paranoia mode, which is holding the whole world hostage.

By contrast, the concept of the Golden Ring of Multipolar Great Powers has been floated, by which Turkey, Iraq, Iran, Pakistan, Russia and China might provide a "stability belt" along the South Asia Rimland.

I have discussed variations of this idea with Russian, Iranian, Pakistani and Turkish analysts. Admittedly all these nations would welcome establishing the Golden Ring. The only exception being the "democratic" and "secular" India's Prime Minister Narendra Modi, who is clearly

status as the crux of America's "Indo-Pacific" concoction.

It might be realistic to assume that Washington will not go to war with Iran, however, using the pretense of the "Iranian Threat", all other options are on the Pentagon table ranging from creating disorder in the South China Sea to destabilizing Pakistan and, of course, empowering the larger Indo-Pacific node.

The "Deep State" will not flinch to unleash concentric havoc on the periphery of both Russia and China and then try to advance to destabilize the heartland from the inside. The Russia-China strategic partnership has generated a sore wound: for USA it hurts – so bad – to be a Eurasia outsider for once.

__Source__: ***Adapted from an article by Pepe Escobar published on Consortiumnews***

Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

تنظیمِ اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

سیمینار

محمد مرسی کی شہادت اور احیائی تحریکوں کا مستقبل

کے عنوان سے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے زیرِ صدارت

7 جولائی 2019 بروز اتوار صبح 10:30 بجے

بمقام: قرآن آڈیٹوریم

191 اتاترک بلاک

نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

میں منعقد ہوگا

خواتین کی شرکت کا باپردہ اہتمام ہے۔

www.tanzeem.org

بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد — تنظیمِ اسلامی — امیر تنظیم حافظ عاکف سعید

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''مسجد نمرہ ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ گوجرانوالہ'' میں

07 تا 13 جولائی 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

12 تا 14 جولائی 2019ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 055-3891695

0300-7446250 / 0300-7478326

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

دعائے مغفرت

اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ راجِعُون

☆ رفیق تنظیم اسلامی ملتان غربی، فاروق احمد دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-8995698

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ناصر پور کے ملتزم رفیق محترم شکیل کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-9359000

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے ملتزم رفیق محترم حاجی خدا بخش کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0300-5930818

☆ رفیق تنظیم اسلامی چوہنگ امجد ظہور کی بڑی بہن وفات پا گئیں۔

☆ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق جناب ملک خدا بخش کی بھابھی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-6009026

☆ سرگودھا شرقی کے ہی ملتزم رفیق جناب ریاض مغل کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-6224436

☆ حلقہ پنجاب شرقی، بہاول نگر کے مبتدی رفیق زاہد محمود کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-7922326

☆ حلقہ پنجاب شرقی، بہاول نگر کے مبتدی رفیق چودھری بشیر احمد کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-7922456

☆ حلقہ خیبر پختونخوا، نوشہرہ کے ناظم دعوت محترم نصر اللہ اور رفیق محترم امجد علی کی خالہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0302-5771785

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.25

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore